16

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاحیُّ یافتاح یاقیوم

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (القرآن)

ترجمہ: کہہ دیجیے، حق آیا باطل بھاگا، بے شک باطل ہے ہی (حق کے مقابلے میں) دُم دبا کر بھاگنے والا

تیسرا دفاعی کتابچہ بنام توضیح التحقیقات علمائے حقانی، لرفع التلبیسات فرقہ رضاخانی

یعنی

حضرات مشائخ دیوبند رح پر اتہامات کی حقیقت

کتابچہ ملنے کا پتہ
رب بھروسے عطر فروش
نزد اسلم کلاتھ ہاؤس مین بازار میاں چنوں

از مؤلف
حقیر پر تقصیر ابوالقاسم بشیر احمد عفی عنہ
خطیب جامع مسجد اجمل المساجد چک نمبر 125 جھنڈے والی

تصحیح و تفصیل شدہ نیا کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن

الناشر / شعبہ نشرواشاعت تبلیغی اصلاحی دار الکتب میاں چنوں

بطور تعاون ہدیہ پانچ روپے

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
یہ صدا گنبد کی ہے جیسی کہے ویسی سنے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
یاافتتاح

آئینہ دیکھا اپنا سامنہ لے کے رہ گئے
صاحب کو اپنے حسن پر بڑا ہی ناز تھا

بے سروپا ہے خطیب خام کا رنگ بیاں　　چند بے بنیاد باتوں پر اسے اصرار ہے

ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ میں شاہدرہ لاہور کے کسی خطیب بے نصیب کا فوٹوسٹیٹ کیا ہوا ایک ورقہ پمفلٹ میاں چنوں میں تقسیم عام کیا گیا جس میں حضرات مشائخ دیوبند قدس اللہ اسرارھم پر بے سروپا الزامات واتہامات بنا کر لگائے گئے اور عنوان یہ لگایا گیا (دیوبندیوں، وہابیوں کے پیچھے نماز کیوں جائز نہیں)

گر ہمیں مفتی وہمیں فتویٰ　　کار ایمان تمام خواہد شد

نہایت حیرانی کہ پمفلٹ کے شروع میں بسم اللہ وغیرہ نہیں لکھی گئی۔ مختصراً بندہ اس کے جوابات ۵ حصوں میں تقسیم کرتا ہے:

نمبر ۱: حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق

نمبر ۲: حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق

نمبر ۳: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے متعلق

نمبر ۴: ختم نبوت زمانی ومرتبی کے متعلق

نمبر ۵: شیخ کا وطن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غم تازہ کرنا محرم میں سبیل کا پانی وغیرہم

الجوابات فصل نمبر ۱: عرض: اسمٰعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیے؟ ارشاد (اعلیٰحضرت خان صاحب بریلوی) میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے۔ اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔ (ملفوظات اعلیٰحضرت خان صاحب بریلوی صفحہ نمبر 110 حصہ اوّل)۔ سُبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح۔ جس میں بدلائل قاہرہ (مولانا اسمٰعیل) دہلوی مذکور اور اسکے اتباع پر (حضرات علماء دیوبند) پچھتر (۷۵) وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی جواب ہے۔ وھوالجواب وبہ یفتیٰ وعلیہ الفتویٰ وھوالمذہب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد۔ ثانیاً۔ الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ دیکھئے، جو خاص اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین (مشائخ دیوبند) ہی کے رد میں تصنیف ہوا۔ اس پر ستر (۷۰) وجہ بلکہ زائد سے لزوم کفر ثابت کیا۔ اور بالآخر یہی لکھا (ص ۶۲) ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اکفار (کافر کہنے سے) کف لسان (زبان روکنا) ماخوذ ومختار ومناسب واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (کتاب تمہید ایمان ص ۱۳۲ تا ۱۳۳ مصنفہ اعلیٰ حضرت بریلوی) اب اس کے بعد حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات اوران کے جوابات ملاحظہ ہوں:

اعتراض نمبر۱، فصل نمبر۱: نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال گدھے کے خیال ________

الجواب: خطیب بے نصیب نے عبارت تو فارسی کی بالکل ٹھیک نقل کی ہے مگر اس سے جو مراد نکالی ہے وہ بدعتی ذہن وقلب کی اختراع ہے دیکھئے ترجمہ عبارت: "زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے (نماز کے اندر) اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے۔ یہاں تک عبارت خطیب بے نصیب نے نقل کی۔ اگلی عبارت جس سے وجہ ظاہر ہوتی تھی وہ نہیں لکھی۔ گویا "لا تقربو الصلوٰۃ" کا نقل کرنا یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ اور "وانتم سکاری" کا نقل نہ کرنا یعنی جب تم نشہ کی حالت میں ہو۔ اور پھر قرآن مجید پر معاذ اللہ اعتراض کرنا کہ اس میں تو ہے کہ تم نماز کے قریب نہ جاؤ۔ اور پارہ اور آیت رکوع کا بھی حوالہ دے دیں۔ بھلا ایسے بدبخت کو ہر صاحب عقل جھوٹا ثابت کرے گا۔ اسی طرح اس کے آگے صراط مستقیم میں عبارت یوں ہے جو خطیب بے نصیب نے نقل نہیں کی۔ ترجمہ: کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ حقیر و ذلیل ہوتا ہے۔ اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو، وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔ حاصل کلام اس جگہ وسوسوں کے مرتبوں کے تفاوت (فرق) کا بیان کرنا مقصود ہے۔ انسان کو چاہئے کہ آگاہی (وسوسوں کے متعلق) حاصل کر کے کسی مانع کے ساتھ اللہ عزوجل کے حضور سے نہ رکے۔ اور پیچھے نہ ہٹے (صراط مستقیم ص ۹۷) اب پوری عبارت خط کشیدہ وغیرہ پڑھ لینے کے بعد ہر شخص خدا کو حاضر ناظر مان کر فیصلہ کرے کہ خطیب بے نصیب نے کتنی بددیانتی اور بدبختی کا ثبوت دیا ہے۔ کچھ باتیں تشریح طلب عرض کئے دیتا ہوں۔ لفظ مرکز ہمت (اپنی ہمت کو لگا دینا) اصطلاح صوفیہ میں اس کے معنی لکھے ہیں۔ لفظ ہمت: دل سے خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ بغرض حصول کمال و وصال حق اور مرید کا ارادت میں پختہ ہونا بھی ہمت ہے۔ نیز لفظ ہمۃ الافاقہ: ہمت کا پہلا درجہ ہے اس میں سالک ماسوائے اللہ سے منقطع ہو کر ہمہ تن لقاء حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ لفظ ہمۃ الانفہ: یہ دوسرا درجہ ہے۔ اس میں سالک بلا کسی آرزو کے متوجہ بحق ہوتا ہے اور جویا رضا حق ہوتا ہے۔ لفظ ہمۃ الارباب الہمم العالیہ: یہ ہمت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ اس میں سالک ماسوائے اللہ سے بالکل منقطع ہوتا ہے اور سب آرزوؤں سے خالی محض ذات حق میں محو مستغرق رہتا ہے۔ (بحوالہ کتاب اصطلاحات صوفیہ ص ۱۶۹) دیکھئے لفظ ہمت اور تین دوسری حالتیں جو ہمت کے درجات عالیہ سے ہیں۔ اہل تصوف کے ہاں صرف اور صرف ذات حق میں مشغول ہو جانا ہے۔ اور نماز کی حضوری بفرمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "ان تعبد اللہ کانک تراہ" کہ تو عبادت کرے اللہ تعالیٰ کی اس طرح گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے یعنی ساری عبادت میں خدا کی طرف ہی دھیان رہنا چاہئے۔ کیونکہ وہ عبادت تو خدا ہی کی ہے۔ ایک ہے خیال کا خود بخود آنا، دوسرے خیال کا اپنے اختیار سے لانا: ایھا النبیّ و اشھد ان محمدًا اور درود شریف میں (یہ دونوں صورتیں منع نہیں) تیسرے غیر اللہ کی پوری تعظیم و تکریم کے ساتھ خیال کا دل میں پیوست کرنا۔ یعنی باندھنا جس سے خدا تعالیٰ کی تعظیم کی طرف سے نماز میں دل ہٹ جائے اور غیر اللہ کی تعظیم کی ملاوٹ ہو جائے جو بدعتی لوگ، گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی کے مطابق خدا اور پیغمبروں اور ولیوں کی تعظیم میں فرق نہ رکھ سکیں اور دین خالص والی شرک و بدعت سے پاک عبادات ان کو نصیب نہ ہوں کیونکہ ان کی عبادات بلکہ انکے دین و ایمان ہی میں کفر و شرک و

بدعات کی بہت زیادہ آمیزش ہے۔ان کو خالص دین اور عبادت خالص کا ذوق ہی نہیں۔لہٰذا وہ حضرت شہیدؒ کی اس بات پر سیخ پا نہ ہوں تو کیا کریں۔عبارت میں لفظ'' کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم و بزرگی'' پوری عبارت پڑھ کر سوچئے کہ حضرت شہیدؒ، حضور ﷺ اور بزرگوں کی تعریف فرما رہے۔اور گدھے وغیرہ کے خیال کی تحقیر۔مگر افسوس بدعتیوں کی تو عقل دین و تصوف کے نہ سمجھنے میں ماری گئی۔ان کو صحیح بات کیونکر سمجھ میں آئے۔پوری تفصیل بندہ سے سمجھ لی جاوے۔نیز صراط مستقیم کتاب تصوف کی ہے تصوف میں نماز ادا کرنے کی اہمیت توحید کے ساتھ کیسی ہے۔حضرات صوفیاء کرام کی کتب مطالعہ فرمائیں

اعتراض نمبر۲ فصل نمبر۱: ''میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں''

الجواب: مٹی میں ملنے کے معنی چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کر لیتی ہے اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن ملاحق ہوتا ہے۔یہ مٹی میں ملنا اور مٹی سے ملنا کہلاتا ہے۔اب عبارت میں خطیب بے نصیب کا یہ عنوان لگانا معاذ اللہ، حضور ﷺ مر کے مٹی ہو گئے، کتنا توہین آمیز ہے۔اپنے ایمان کو ٹٹولیں کہ موجود ہے یا نہیں؟ نوٹ: حیاۃ النبی ﷺ کے متعلق حضرات مشائخ دیوبند قدس اللہ اسرارہم کا عقیدہ ہماری کتابوں میں مصرح ہے۔جس کا جی چاہے بندہ کے پاس تشریف لا کر کتابیں دیکھ لے۔

اعتراض نمبر۳ فصل نمبر۱: حضور ﷺ کسی چیز کے بھی مختار نہیں۔

الجواب: پوری عبارت تو تقویۃ الایمان کی پڑھ لینے کے بعد ہی سمجھ میں آئے گی۔مگر مختصر وہاں سے نقل کرتا ہوں ھو ھذا۔آیت قرآنی کی تشریح یعنی اوّل تو غلام کے کئی مالک ہونے بہت نقصان کرتا ہے۔ بلکہ ایک مالک زبردست چاہیے کہ سب مرادیں اسکی پوری کر دے۔سب کاروبار اسکے بنا دے۔دوسرے یہ کہ ان مالکوں کی کچھ حقیقت بھی نہیں (یعنی بندے کے خدا کے علاوہ) وہاں نہ اللہ کے سوا کوئی ہے اور نہ کسی کا یہ نام۔اگر کسی کا یہ نام ہے تو اسکو کسی کاروبار میں کچھ دخل نہیں۔سو سب خیال ہی خیال ہے۔اس نام کا کوئی شخص (یعنی بارگاہ خداوندی میں جو خدا کے ساتھ مخلوق کے کام بنا دے) وہاں مالک و مختار نہیں۔جو ان کاموں کا مختار ہے۔اس کا نام اللہ ہے محمد ﷺ یا علیؓ نہیں:اور جس کا نام محمد ﷺ یا علیؓ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔سو ایسا شخص جو کہ اس کا نام محمد ﷺ یا علیؓ ہو اور اس کے اختیار میں عالم کے سب کاروبار ہوں ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں بلکہ محض اپنا خیال ہے (بدعتیوں رافضیوں کا) سو اس قسم کے خیالات باندھنے کا تو اللہ نے حکم نہیں دیا۔کسی کا حکم (بدعتیوں مشرکوں کا) اس کے مقابل میں معتبر نہیں (المختصر۔تقویۃ الایمان ص۸۳) اب فرق سمجھیے کہ بدعتی وغیرہ تو خدا کے سوا حضور ﷺ اور حضرت علیؓ وغیرہ کو مشکل کشا حاجت روا اور مختار کل سمجھ کر پکارتے ہیں۔لیکن مومن کے عقیدہ کے یہ خلاف ہے۔اگر اس بات سے بدعتیوں کی جڑ کٹتی ہو تو کیا حرج ہے۔پیٹتے ہیں تو پیٹتے رہیں۔مومنوں کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

اعتراض نمبر۴ فصل نمبر۱: چمار سے بھی زیادہ ذلیل۔

الجواب: حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ'' فرماتے ہیں۔تم اور تمام اہل زمین میرے نزدیک مچھر یا چیونٹی کی مانند ہو (فیض سبحانی ص۱۷۲) نیز فرماتے ہیں اہل معرفت کے نزدیک مخلوق مکھی، بھڑ اور ریشم کے کیڑے کی مانند ہے (فیض سبحانی ص۲۹۳) ارشاد ہوا (حضرت

خواجہ نظام الدین اولیاء" کا) کہ کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کے سامنے ساری خلقت اس طرح ظاہر نہ ہو۔ گویا وہ اونٹ کی مینگنی ہے (فوائد الفواد ص ۲۲۳) ایک خادم نے عرض کیا۔ ملاجامیؒ نے فرمایا ہے۔ غلامے بود یوسف زرخرید (حضرت یوسف علیہ السلام ایک زرخرید غلام تھے) فرمایا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ نے کہ یہ مقام توحید ہے خدا کے آگے بھی عزت بے ذلت نہیں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کیا اگر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا جائے تو بھی درست ہے (امداد المشتاق ص ۸۹) حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میں اس طرح کھانا کھاتا ہوں جس طرح غلام (یعنی خدا کے آگے اپنے آپ کو ہر وقت حاضر سمجھنا گویا دیکھنا اور اپنے آپ کو خدا کا غلام ماننا کر گویا خدائے تعالیٰ اپنے خاص الخاص) غلام کو کھلا رہا ہے ہیں۔ ان کی نعمتوں میں ان کا دیدار کرنا واللہ اعلم از مؤلف)

اعتراض نمبر۵ فصل نمبر۱: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے بھائی ہیں۔

الجواب: ایک اونٹ نے آکر حضور ﷺ کو سجدہ کیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔ ہم کو ضرور چاہیے کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم: ترجمہ: بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔ حاشیہ: یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے، بندگی اسی کی چاہیے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۱۰تا۱۱۱) اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑائی دی۔ وہ بڑے بھائی ہوئے (از روئے ایمان کے نہ کہ از روئے مرتبہ انسانی کے) ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم کیا۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے۔ نہ خدا کی سی۔ اب خط کشیدہ الفاظ غور سے پڑھیے اور حدیث شریف کے الفاظ "اکرموا اخاکم" (اپنے بھائی کی تعظیم کرو) الفاظ حدیث پڑھیے اور پھر خطیب بے نصیب سے اس کا ترجمہ کروایئے اور ان کے ایمان واسلام کی پرکھ کیجئے۔ المختصر

الجوابات فصل نمبر۲:

جناب صوفی محمد ابراہیم قصوری نقل فرماتے ہیں۔ مولانا مولوی انور علی شاہ صاحب صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے اور شاہ صاحب خاموش رہے پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب خود سوار کرانے کے لئے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمۃ (حضرت شیر محمد صاحب شرقپوری) سے کہا: آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں آپ نے ایسا ہی کیا اور رخصت کر کے واپس مکان پر تشریف لے آئے۔ بعد ازاں آپ نے بندہ (صوفی محمد ابراہیم) سے فرمایا: شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر پھر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں، ان میں سے ایک شاہ صاحب ہیں۔ (خزینہ معرفت ص ۳۸۳)

نمبر۲: مصنف لکھتے ہیں حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ (حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی") اور بعض دوسرے علمائے راسخین

مثلاً حضرت سید دیدار علی شاہ صاحب لاہوری، جناب مولوی محمد علی مونگیریؒ، صوبہ بہار کے علاوہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحبؒ، جو ہر مسئلہ کو ''خالص'' شرعی نقطہ نظر سے دیکھنے کے عادی تھے (کتاب مہر منیر، ص ۲۶۸)

اعتراض نمبر ا۔ فصل نمبر ۲: حضور ﷺ کا علم پاگلوں اور حیوانوں ایسا ہی ہے۔

الجواب: جب اعلیٰ حضرت خان صاحب بریلوی نے حسام الحرمین میں حضرت مولانا تھانویؒ کی نسبت لکھا کہ حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہے ایسا ہر بچے اور پاگل بلکہ جانور اور چوپائے کو حاصل ہے۔ اس پر ایک صاحب علم کے سوالات کے جواب میں حضرت تھانویؒ نے تحریر فرمایا: میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گزرا۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔ جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں، اور میرے دل میں کبھی اس کا خطرہ بھی نہیں گزرا، تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے، میں اس شخص کو خارج از اسلام (کافر) سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے (جھٹلاتا) نصوص قطعیہ کی، اور تنقیص کرتا ہے، حضور سرور عالم فخر بنی آدم ﷺ کی۔ حضرت تھانوی نے اس پر حفظ الایمان میں بحث فرمائی ہے کہ ایک ہے مطلق غیب جو خاصہ ہے ذات باری تعالیٰ کا جس کی وجہ سے حق تعالیٰ کو عالم الغیب مانا جاتا ہے۔ دوسرا بعض علوم غیبیہ (جو شرعی اور عارفانہ علوم کے علاوہ ہیں) جو مخلوق میں سے بعض کو معلوم ہوتے ہیں اور دوسروں کو نہیں۔ تو کیا ان بعض علوم غیبیہ کی معلومات کی بنا پر جاننے والے کو عالم الغیب کہنا جائز ہے یا نہیں؟ رہا علوم نبوت کے متعلق، تو حضرت تھانویؒ حفظ الایمان صفحہ ۱۶ پر فرماتے ہیں کہ نبوت کے لئے جو علم لازم و ضروری ہیں، وہ آپ ﷺ کو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے۔ اب انصاف شرط ہے۔ جو شخص آپ ﷺ کو جمیع علوم عالیہ شریفہ متعلقہ نبوت کا جامع کہہ رہا ہے، کیا وہ نعوذ باللہ زید، عمرو۔۔۔۔۔۔ کے علم کو مماثل آپ ﷺ کے علم کے بتلا دے گا۔ یہ علوم (شریعہ) تو آپ ﷺ کے مثل تمام انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں۔ بسط البنان کی پوری تفصیل سے معلوم ہو جاتا ہے کہ عبارت مذکورہ میں رسول ﷺ کے علم کے مشابہ معاذ اللہ، علم زید و عمرو وغیرہ کو نہیں کہا گیا۔ بلکہ بعض علوم غیبیہ علاوہ شریعہ کے متعلق کہا گیا ہے مثلاً علم شعر میں بڑے بڑے صحابہ و تابعین و اولیائے کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کمال حاصل کیا۔ مگر آپ ﷺ کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا: **وما علمناه الشعر و ماینبغی له** (اور نہیں سکھایا ہم نے آپ ﷺ کو شعر کا علم۔ اور نہ یہ آپ ﷺ کی شایان شان تھا) دوسرے حضرت موسیٰ کا قصہ سورۃ کہف میں ہے کہ آپؑ ان واقعوں کے رموز سے واقف نہیں ہوئے جو حضرت خضرؑ کو اللہ تعالیٰ نے بالہام بتلا دیے تھے۔ ہدہد کا واقعہ قرآن مجید میں ہے کہ وہ کہتا ہے حضرت سلیمانؑ سے: **انی احطت بما لم تحط به** (سورۃ نمل) مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں۔ اعلیٰ حضرت خان صاحب بریلوی ارشاد فرماتے ہیں، حدیث صحیح ہے کہ جبرائیل کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ دوسرے دن انتظار رہا۔ مگر وعدے میں دیر ہوئی اور جبرائیلؑ حاضر نہ ہوئے۔ سرکار ﷺ باہر تشریف لائے، ملاحظہ فرمایا کہ جبرائیلؑ در دولت پہ حاضر ہیں۔ فرمایا کیوں؟ عرض کیا **انا لا ندخل بیتا فیه کلب او تصاویر**۔ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو۔ اندر تشریف لائے۔ سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا، پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلا نکلا اسے نکالا تو حاضر ہوئے (ملفوظات اعلیٰحضرت صفحہ ۲۷ حصہ سوم) اس کے علاوہ احادیث و تفاسیر میں ایسے بہت سے واقعات ہیں لیکن ان کے متعلق نہ معلوم ہونے سے آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں کچھ کمی نہیں آئی۔ حضرت تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ صفحہ ۶۳ جلد ششم میں نقل فرمایا: معترضین کے شبہ کا منشاء دو امر کا مجموعہ ہے۔ ایک یہ کہ عبارت ایسا علم میں ایسا کو تشبیہ کے لئے سمجھ گئے۔ اور علم سے مراد ''علم نبوی'' سمجھ گئے۔ حالانکہ یہ منشا ہی غلط ہے۔ لفظ ایسا بقرینہ، مقام مطلق بیان کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسا بلغاء اہل لسان اپنے محاورات فصیحہ میں بولتے ہیں کہ اللہ ایسا قادر ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں کوئی تشبیہ دینا مقصود نہیں۔ اسی طرح علم سے مراد علم نبوی نہیں بلکہ مطلق بعض علوم غیبیہ علاوہ شرعیہ مراد ہیں۔ مشہور ہے کہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان۔ ترجمہ، مصنف اپنی تصنیف کو خوب بیان کرتا ہے۔

اعتراض نمبر۲ فصل ۲: دیوبندی کلمہ، لا الہ اللہ اشرف علی رسول اللہ۔

الجواب: ساری دنیا بمع بریلوی حضرات، جانتے ہیں کہ یہ کلمہ نہ ہی دیوبند مسلک والوں کا ہے اور نہ ہی کسی نے پڑھا۔ اور نہ پڑھنا جائز رکھتے ہیں۔ جو اس کا مدعی ہو وہ اس کی دلیل پیش کرے اور کسی بھی دیوبندی مسلک والے سے اس کی تصدیق کرائے کہ وہ یہ کلمہ پڑھتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ کتنا بڑا جھوٹ اور بہتان ہے۔ اصل میں یہ بہتان ایک صاحب کے خواب والے واقعہ کے متعلق ہے۔ اس کی مکمل تفصیل تو امداد الفتاویٰ، ص ۳۹۶ تا ۴۴۳، جلد چہارم میں تقریباً پچاس صفحات پر درج ہے۔ ہر شخص وہاں دیکھ سکتا ہے۔ ہاں مختصر صاحب خواب کی بات آخر سے نقل کرتا ہوں۔ کہ حضور (حضرت تھانوی) پر جو کلفتیں اہل دنیا کی طرف سے زبان درازی کی پڑی ہیں۔ ان کا سبب یہ عاجز ہے۔ لیکن کیا کروں خواب کو آتے ہوئے کو روکنا میرے اختیار میں نہ تھا۔ اس لئے معذور ہوں۔ لیکن ایسے خواب کا صدور اس نالائق سے ہونا موجب ندامت ہے۔ دراں حالیکہ اس مسکین نے حالت بیداری میں اپنی ایسی حالت پر ندامت بھی کی۔ اور دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ رسول ﷺ کی شان میں بڑی سخت گستاخی ہوئی ہے۔ اس واسطے اس غلطی کے تدارک میں ارادۂ رسول ﷺ پر درود شریف پڑھا۔ لیکن وہاں بھی وہی غلطی ہوئی گویا کہ جس معصیت سے توبہ کرتا ہوں اور ارادۂ دور بھاگتا ہوں۔ وہی صورت مجبوراً در پیش ہوتی ہے۔ جب دیکھا کہ اس کی تصحیح اب اس وقت قدرت سے خارج ہے تو محض سکوت اختیار کیا۔ دران حالیکہ صدور معصیت پر توبہ سے ارادۂ توقف خود معصیت ہے لیکن جب کہ توبہ ہی معصیت ہو گئی تو معصیت اور توبہ (معصیت پر معصیت) دونوں سے سکوت لازمی تھا۔ اس لئے سکوت اختیار کیا گیا۔ جو کہ اس وقت یہی اختیاری امر تھا۔ اس واقعہ پر شورش پسندوں نے غل مچا دیا۔ ان ظالموں کے فہم وادراک پر سخت افسوس ہے کہ جو کچھ ان کے منہ میں آیا، دل کھول کر کہا۔ حالانکہ میں خود اپنی ایسی حالت کو معیوب اور قابل ندامت تصور کر رہا ہوں۔ افسوس کہ نہ تو میں ایسے خواب کا ارادۂ خواہش مند تھا اور نہ ہی خواب آنے پر خوش ہوا۔ اور نہ بطور آزمائش ایسے الفاظ کا تکرار ہی کیا۔ کہ اب دیکھیں کہ وہی زبان سے نکلتا ہے یا کچھ اور، نہ شوقیہ ہی اس کی طرف رغبت تھی۔ صرف غلطی تو یہ ہوئی کہ میں نے اس خواب کو حضور کی خدمت میں لکھ کر بھیجا۔ سو یہ حرکت اس لئے ہوئی کہ نہ تو میری نیت میں کوئی فساد تھا اور نہ ہی علم غیب تھا کہ اسکو الٹا سمجھنے والے بھی موجود ہیں۔ (الٹے بانس بریلی) (امداد الفتاویٰ، ص ۴۴۲ جلد چہارم) (حضرت تھانویؒ یہ واقعہ خود تحریر فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا) ایک مرتبہ لوگوں نے مجھے بڑا بدنام کیا کہ نعوذ باللہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور سبب بدنام کرنے کا ایک شخص کا خواب تھا۔ میں نے اس خواب کے جواب میں یہ لکھ دیا تھا کہ اس میں بشارت ہے کہ جس سے تمہارا تعلق ہے (یعنی مجھ سے) وہ متبع سنت ہے۔ آخر خواب کی تعبیر بھی تو ہوتی ہے۔ میرا

جرم یہ ہے کہ میں نے اس خواب کو شیطانی وسوسہ کیوں نہیں کہا۔ اس کو بڑی شہرت دی گئی۔ کتابوں میں، اشتہاروں میں چھاپ چھاپ کر شائع کیا گیا ۔گالیوں کے خطوط آنے لگے، کسی میں کافر، کسی میں منافق، کسی میں فاجر، میں نے کسی کا جواب نہیں دیا۔ (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، ص ۱۲، حصہ ہشتم) اب دیکھیے شروع میں نعوذ باللہ اور تعبیر میں متبع سنت۔ نعوذ باللہ سے تمام الزامات کی جڑ کٹ گئی اور جو متبع سنت ہو وہ نبی کیسے کہلا سکتا ہے۔ سنیے خان بہادر مرحوم بیان کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ لاہور میں سخت بیمار ہو گیا۔ غلبہ مرض کے باعث بچنے کی امید نہ رہی۔ خواب میں دیکھا۔ کہ ملک الموت نے جان قبض کر لی ہے۔ تجہیز و تکفین و تدفین کے بعد نکیرین سوال و جواب کے لئے آئے ہیں۔ میں نے سوالات کے جوابات صحیح عرض کر دیے۔ جب پوچھا گیا "ماکنت تقول فی ھذا الرجل" (ان سرکار ﷺ کے متعلق تم کیا کہتے ہو) تو سامنے سنگ مرمر کی ایک بلند دیوار میں ایک دریچہ کھل گیا۔ اور اس میں آنحضرت ﷺ تشریف فرما نظر آئے۔ میں نے عالم وارفتگی میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے عرض کی۔ اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ خدا نہیں ہیں۔ اور آپ ﷺ کی شریعت میں غیر خدا کو سجدہ روا نہیں ۔مگر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں آپ ﷺ کے حضور سر بسجود ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر میں نے سر زمین پر رکھ دیا ۔ (مہر منیر، ص ۱۰۴) یاد رہے یہ خان بہادر حضرت پیر سید مہر علی گولڑوی" کے شاگرد اور مرتے دم تک حضرت کی خط و کتابت کے انتظام کی خدمت ان کے ذمہ رہی۔ بعض تصانیف حضرت گولڑوی" کے کاتب رہے۔ اب خطیب بے نصیب مہر منیر والے خواب کے متعلق خط کشیدہ الفاظ پر غور کر کے جواب دیں۔ کہ کیا فتویٰ ہے؟ اب خوابوں کی باتیں چھوڑ کر بیداری کی باتوں کا مطالعہ کر کے خطیب بے نصیب جواب دیں۔

سوال: لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ (ﷺ) ملا کر پڑھنا درست ہے یا کہ نہیں۔ اگر پڑھنا درست ہے تو ثبوت مع حوالہ احادیث و قرآن مجید پیش کریں۔

الجواب: درست کیا ضروری ہے۔ بہت سی احادیث میں جہاں ارکان اسلام کا ذکر آیا ہے۔ ان دونوں جملوں کی شہادت کو ایک رکن قرار دیا گیا ہے۔ یہ صاف دلیل ہے جمع کی اعتقاد میں بھی اور اقرار میں بھی اور یہ امر بہت ظاہر ہے۔ (امداد الفتاویٰ، ص ۲۰۲، ج ۵) اس سوال اور حضرت تھانوی" کے جواب کو دل کی گہرائی اور ایمان کی سچائی کے ساتھ سوچیے اور آخرت کی فکر کیجیے۔ اب چند واقعات ہوش و حواس کی دنیا کے ملاحظہ فرمایئے: حضرت پیر عبدالواحد بلگرامی" نقل فرماتے ہیں۔ فوائد السالکین میں ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ' نے فرمایا کہ میں مخدوم شیخ یوسف چشتی قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص بیعت کے ارادے سے آیا، خواجہ کے قدموں میں اپنا سر رکھا اور عرض کیا کہ بیعت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ خواجہ پر کیفیت طاری تھی، فرمایا کہ اگر تم کہو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ تو میں تمہیں مرید کر لوں گا۔ چونکہ وہ شخص دھن کا پکا اور سچا تھا ۔اس لئے فوراً اقرار کر لیا۔ خواجہ نے بیعت کے لئے اسے اپنا ہاتھ دیا اور اسے بیعت کر لیا پھر فرمایا سنو! میں کون ہوں اور کیا ہوں؟ محمد رسول اللہ ﷺ کے دربار کے کمینے غلاموں میں سے ایک ہوں۔ کلمہ وہی ہے مگر میں نے تیرے کمال اور اعتقاد اور صدق کو آزمایا تھا۔ (سبع سنابل، ص ۲۷۸ تا ۲۷۹) کلمہ تو پڑھا لیا اور مرید نے پڑھ لیا اگرچہ بعد میں تشریح کر دی۔ مرید نے تامل نہ کیا نہ تشریح پوچھی نہ کچھ اور۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت ابوبکر شبلی" کی خدمت میں دو شخص بہ ارادہ بیعت حاضر ہوئے ان میں سے ایک کو فرمایا: کہ کہو لا الہ الا اللہ شبلی

رسول اللہ۔اس نے کہالاحول ولاقوۃ الاباللہ۔آپ نے بھی یہی کلمہ پڑھا۔اس نے پوچھا آپ نے لاحول کیوں پڑھی۔آپ نے استفسار کیا،تم نے کیوں پڑھی۔بولا میں نے تو اس واسطے پڑھی کہ ایسے بے شرع کے پاس مرید ہونے آیا ہوں،آپ نے فرمایا: ہم نے اس لئے پڑھی کہ ایسے جاہل کے سامنے راز کی بات کہہ دی۔اس کے بعد دوسرے شخص کو بلایا۔اور وہی فرمایا۔اس نے جواب دیا کہ حضرت میں تو آپ کو کچھ اور سمجھ کر آیا تھا۔آپ تو ورلے ہی گر پڑے،رسالت پر ہی قناعت کر لی۔آپ نے ہنس کر فرمایا کہ اچھا تم کو تعلیم کریں گے (تذکرہ غوثیہ،ص ۳۲۰) رسالت سے اوپر تو مقام ربوبیت ہی کا ہے۔اور حضرت شبلیؒ نے اس شخص پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔اب خطیب بے نصیب حضرت شبلیؒ اور اس مرید کے متعلق کیا فتوٰی صادر فرماتے ہیں۔بینوا و توجروا: اسی کے مثل واقعہ فوائد الفواد ص ۴۳۰ میں درج ہے۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا (فخر الدین محمد دہلویؒ) فرمایا کرتے تھے، کہ ہمارے حضرت شیخ کلیم اللہ دہلویؒ کے تمام مریدین برگزیدہ تھے اور محبت شیخ میں اس قدر محو تھے کہ کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ ﷺ،حضرت شیخ کے ڈر سے کہتے تھے ورنہ ان کا جی چاہتا تھا کہ شیخ کے نام کا کلمہ پڑھیں ۔(مقابیس المجالس،ص ۶۷۱) حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ انگریزی وضع قطع کے لوگوں کو جب وہ ان کے پاس حاضر ہوتے، پوچھتے تم نے کتنے سال انگریزی پڑھی ہے، جواب ملتا کہ پندرہ سال،سولہ سال۔آپ پوچھتے کہ بھلا بسم اللہ کے معنی بتلاؤ تو جواب نفی میں ملتا۔پھر آپ فرماتے کہ یہ مسلمانوں کے بچے ہیں بسم اللہ کے معنی بھی نہیں جانتے۔انگریزی کو تو بغیر معنوں کے کوئی نہیں پڑھتا،مگر قرآن مجید کو بغیر معنوں کے پڑھتے ہیں۔انگریزی قانون کو تو ہر کوئی جانتا ہے مگر خدائی قانون کی کوئی خبر نہیں کہ قرآن مجید میں کیا حکم ہے۔اب تو انگریز بن گئے۔اب تم لا الہ الا اللہ انگریز رسول اللہ کا حکم پڑھا کرو ۔(خزینہ معرفت،ص ۱۵۵) خط کشیدہ الفاظ پر خطیب بے نصیب غور فرمائیں۔یہ سب جاگنے کے واقعات ہیں۔میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔

اعتراض نمبر ۳ فصل نمبر ۲: دیوبندیوں کے نزدیک بحالت خواب قرآن مجید پر پیشاب کرنا اچھا ہے؟

الجواب: ایک صاحب نے اپنا ایک خواب لکھا۔حضرت اقدس (مولانا تھانویؒ) نے حسب معمول یہ جواب تحریر فرمایا، کہ مجھ کو تعبیر سے مناسبت نہیں پھر فرمایا۔کہ خوابوں کا کیا اعتبار، اول تو خود خواب ہی کا حجت ہونا ثابت نہیں ۔پھر اس کی تعبیر صحیح کا سمجھ میں آ جانا ضروری نہیں۔ اور پھر کس کا خواب اور کس کی تعبیر، پہلے ہو تو جاؤ کسی قابل۔اگر یہ کہا جاوے کہ رویاء صالحہ کو حدیث شریف میں مبشرات فرمایا گیا ہے۔تو میں کہتا ہوں کہ یہ درجہ ہم لوگوں کے خواب کا ہے یا صلحاء کے خواب کا۔ایک تو یہ فرق۔پھر حضرات صحابہؓ کہ ہر شے کو اپنے درجہ میں رکھتے تھے۔ان کے خوابوں کی تعبیر دینے میں عقیدہ خراب ہونے کا مفسدہ محتمل نہ تھا ۔اور اب یہ بھی اندیشہ ہے۔اس وقت اگر خوابوں کو اہمیت دی جائے ۔تو بس لوگ خوابوں ہی پر قناعت کر کے بیٹھ رہیں اور اصلاح اعمال سے بے فکر ہو جائیں اور مفسدہ تو وہ چیز ہے کہ اگر نفل (وہ شرعی اعمال جو سنت زوائد کے حکم میں ہوں یا ایسے غیر ضروری مضامین جن کے بیان کرنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہو۔از مؤلف) میں بھی مفسدہ ہو تو اس کو بھی ترک کرا دیا جاتا ہے۔چہ جائیکہ خواب جو نفل تو کیا؟ کسی درجہ میں بھی عبادت نہیں ،کیونکہ عمل اختیاری نہیں۔(اب خطیب بے نصیب والا خواب بیان کرتا ہوں)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے بڑا وحشت ناک خواب دیکھا کہ نعوذ باللہ وہ قرآن شریف پر

پیشاب کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بہت مبارک خواب ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ حافظ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ حافظ ہو گیا اب دیکھئے یہ خواب ظاہر میں تو نا مبارک تھا مگر حقیقت میں مبارک تھا (الاضافات الیومیہ، ص ۲۲۵، جلد نہم) اب خط کشیدہ الفاظ پر غور کر کے ہر شخص سمجھ سکتا ہے

نمبر ۱: جب خوابوں کا اعتبار نہیں نمبر ۲: حجت نہیں۔ نمبر ۳: عقیدہ خراب ہونے کا خطرہ۔ نمبر ۴: عمل اختیاری نہیں۔ لہذا عبادت نہیں۔ نمبر ۵: بڑا وحشتناک، نمبر ۶: دو دفعہ نعوذ باللہ۔ نمبر ۷: ظاہر میں نا مبارک۔ اب یہ سات وجوہات خواب کے متعلق درج فرمانے کے بعد پھر خواب کی تعبیر میں فرمانا یہ بہت مبارک خواب ہے۔ یہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا ارشاد ہے جو دیوبندی مسلک کے بزرگ نہیں۔ مدرسہ دیوبند تو ان کی وفات کے بہت عرصہ بعد معرض وجود میں آیا ہے۔

بے سروپا ہے خطیب خام کا رنگ بیاں۔ چند بے بنیاد باتوں پر اسے اصرار ہے۔

ایک روز حضرت قبلہ خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسویؒ نے حلقہ نشیں علماء کے سامنے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میرے دونوں پاؤں کے نیچے مصحف حمید یعنی قرآن مجید ہے اور میں اس کے اوپر کھڑا ہوا ہوں (نافع السالکین، ص ۱۵۷) (اب خطیب بے نصیب فرمائے کہ ایسا خواب دیکھنا کیسا ہے۔ جس پر کوئی الفاظ معاذ اللہ وغیرہ نہیں فرمائے۔)

اعتراض نمبر ۴ فصل نمبر ۲: حضرت فاطمہؓ کی توہین کا خطرناک اقدام: حضرت مولانا تھانویؒ نے حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادیؒ کا واقعہ نقل فرمایا (بریلوی، دیوبندی، علماء کرام کے ہاں یہ مسلمہ بزرگ ہیں از مؤلف) کہ ہم (حضرت گنج مراد آبادیؒ) ایک مرتبہ بیمار ہو گئے۔ ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے۔ ہم نے خواب میں حضرت فاطمہؓ کو دیکھا۔ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ ہم اچھے ہو گئے (الافاضات الیومیہ، ص ۳۷، حصہ ہشتم) اول تو خواب حضرت گنج مراد آبادیؒ کا جو متفقہ دیوبندی بزرگ نہیں۔ دوسرے واقعہ خواب کا ہے اور خطیب بے نصیب مرزا قادیانی کے واقعہ سے جو تشبیہ دے رہا ہے تو مرزا قادیانی بیداری کا بیان کرتا ہے۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے ۔۔۔۔ دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

اعتراض نمبر ۵ فصل نمبر ۲: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو مولوی اشرف علی تھانویؒ نے اپنی بیوی سے تعبیر کیا۔

الجواب: سب سے بڑی جہالت خطیب بے نصیب کی یہ ہے کہ بے چارے کو تعبیر خواب سے نہ واقفیت ہے، نہ مناسبت، تعبیر خواب ایک مستقل فن ہے۔ حضرت علامہ عبدالغنی نابلسیؒ اپنی کتاب ''تعطیر الانام بتعبیر المنام'' میں لکھتے ہیں: (یہ کتاب ہمارے کتب خانے میں نہیں) اگر کوئی شخص خواب دیکھے کہ ازواج مطہرات امہات المؤمنینؓ میں سے کوئی اس کے گھر تشریف لائی ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ کسی نیک عورت سے اس کا نکاح ہوگا۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی ان کو امام، علامہ، عارف باللہ وغیرہ القاب سے یاد فرماتے ہیں۔ خواب نامہ یوسفی، ص ۱۹۴ پر خواب میں ماں بہن سے صحبت کرنا کی تعبیر صلہ رحمی ہو، مدد پائے۔ ماں، بہن مہربان ہو وغیرہ لکھی ہے۔ کسی کتاب میں ماں سے صحبت کرنی بھائی کو قتل کرنا کی تعبیر

عارف بننے کی لکھی دیکھی ہے۔ (ایسے خوابوں پر اعتراضات سے پہلے تعبیر کی کتب کا مطالعہ بھی ہونا چاہیے) ایک شخص نہایت پر ملال کہ آثار غم اس کے بشرہ سے ظاہر تھے حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا حضرت آج کی شب میں نے اپنے تئیں اپنی والدہ سے ہم بستر ہوتے دیکھا اس وقت سے گویا زندہ در گور ہوں۔ ہر چند غور کرتا ہوں لیکن کچھ خیال نہیں آتا کیا مجھ سے ایسا کوئی گناہ عظیم واقع ہوا جو ایسا واقعہ جو کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے مجھے نظر آیا۔ جناب مولانا (حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ) نے ارشاد فرمایا کہ دریافت کرو شاید تمہاری بیوی نے کلام اللہ گروی کر کے مہاجن کو سود دیا ہے۔ (حضرت شاہ عبدالعزیز نے خواب میں ماں سے جماع کی یہ تعبیر بیان فرمائی ہے) (کمالات عزیزی صفحہ ۱۶) اب وہ خواب کا واقعہ ملاحظہ ہو) اس کے متعلق میں نے (حضرت تھانویؒ) ایک یہ خواب دیکھا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ میرے مکان پر تشریف لانے والی ہیں اس سے میں یہ تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر کی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بوقت نکاح حضور ﷺ کے ساتھ تھی وہ ہی نسبت ان کو ہے یہ شاید اس طرف اشارہ ہو (الاضافات الیومیہ، ص ۹۰، حصہ اول) جیسی تعبیر حضرت تھانویؒ نے سمجھی وہی بعینہ ظاہر ہوئی۔ حضرت کے نکاح میں آنے والی (اب وفات پا گئی ہیں) آپ کی شاگرد یا مریدنی تھیں۔ تعبیر خواب کی تھی۔ خطیب بے نصیب نے کتنا فحش عنوان لگایا اور نیچے تشریح تو بہت ہی بے وقوفی والی لکھی۔ اللہ سے ہی فریاد ہے۔

قریب ہے یار و روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر۔۔۔ جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا۔

اعلیٰ حضرت خان صاحب بریلوی کے متعلق حضرت تھانویؒ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ سے لے کر اس وقت تک کے علماء اور اولیاء اللہ پر کفر کے فتوے دیے ہیں معلوم ہوا کہ ایک رجسٹر بنا رکھا تھا جس میں ان سب حضرات کے نام تھے۔ اور تماشہ یہ کہ ان فتووں پر ناز تھا۔ چنانچہ ایک خواب اپنا خود (اعلیٰ حضرت) نے بیان کیا کہ میرے ہاتھ میں دوزخ کی چابیاں دے دی گئیں ہیں۔ اس کا مطلب عقلمند یہ سمجھے کہ جس کو ہم چاہیں گے کفر کا فتویٰ لگا کر جہنم میں بھیج دیں۔ مگر ظاہر ہے جہنم میں بھیجنا کسی کے اختیار میں تو ہے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے، تو یقینی بات ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ تم لوگوں کو گمراہ بنا بنا کر جہنم میں بھیج رہے ہو۔ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی نے بڑی عجیب بات کہی تھی۔ بعض لوگوں نے ان کے رسالہ امہات المومنین کے متعلق ان سے کہا کہ تم پر علماء کا فتویٰ کفر کا ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو فکر نہیں کیونکہ ابھی کفر کے ہائی کورٹ سے (اعلیٰ حضرت خان صاحب بریلوی) تو تکفیر کا فتویٰ نہیں ہوا (الاضافات۔ ص ۸۷ تا ۸۸، حصہ ہشتم) جب اعلیٰ حضرت کو تعبیر خواب کے فن سے کامل مناسبت نہیں تو انکی ذریت بیچاری کیوں نہ جاہل محض ہو گی۔ اور خوابوں کی بنا پر بزرگوں پر کفر کے فتوے لگا کر نماز ان کے پیچھے ناجائز قرار دے گی۔

امت کو چھانٹ ڈالا فرقے بنا بنا کر۔۔۔ اسلام بہت ہے ممنون اے مفتیو تمہارا۔

نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم چوں غلام آفتابم ہمہ زآفتاب گویم

ترجمہ:۔ نہ ہی میں رات (ظلمت یعنی خواب) ہوں نہ ہی رات (اندھیرا یعنی خواب) کو (عقیدۃً) مانتا ہوں میں تو سورج (یعنی دن کی باتوں روشنی اللہ نور السموت والارض) کا ہی غلام ہوں میں جو کچھ کہتا ہوں سب کھلی روشنی ہدایت کے مطابق سورج ہی سے کہتا

ہوں۔

ایک اور خواب: اعلیٰ حضرت خان صاحب بریلوی ارشاد فرماتے ہیں۔ مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کہ میرے پیر بھائی اور حضرت پیرومرشد برحقؒ کے فدائی تھے۔ کہ ایسا کم ہی ہوا ہوگا کہ حضرت پیرومرشد کا نام لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے۔ جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی۔ ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس سید عالم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟ فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمدللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا (ملفوظات اعلیٰ حضرت۔ ص ۲۳، حصہ دوم) نمبر ۱: بلا مبالغہ ایسی خوشبو ان کی قبر سے جیسی معاذ اللہ حضور اکرم ﷺ کے روضۂ انور سے۔ نمبر ۲: اعلیٰ حضرت کی اقتدا میں حضور ﷺ نے جنازہ کی نماز ادا کی۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے۔۔۔ نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں۔

اعتراض فصل نمبر ۳: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک بھی حرام ہے۔

الجواب: قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز اور حرام ہے۔ بنانے والے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں۔ (خطیب بے نصیب کی عبارت نقل کرنے میں دیانت ملاحظہ ہو کہ صرف اتنے الفاظ ہی نقل کئے آگے کے الفاظ جو نقل نہیں کئے وہ یہ ہیں) اور مخالفت کرنیوالے ہیں حکم جناب سرور کائنات ﷺ کے، مسلم شریف میں ہے حضرت جابر صحابیؓ سے، قال نہی رسول اللہ ﷺ، ان یجصص القبر وان یبنے علیہ وان یقعد علیہ رواہ مسلم۔ دوسری حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ قال لی علیؓ الا ابعثک علی مابعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لا تدع تمثالا الاطمسة ولا قبر امشرفا الاسوّیته، گنبد وغیرہ کی ممانعت ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور قبروں کو پکی رکھنا اور گرد اس کے چبوترہ پختہ بنانے اور گنبد بنانے کی صاف ممانعت ہے اور درمختار میں ہے۔ ولا یجصص للنهی عنه ولا یطیّن ولا یرفع علیه بناء الخ. اس روایت میں قبر کے پختہ کرنے اور گنبد بنانے کی صاف ممانعت مصرح ہے پس جبکہ خود جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے ممانعت قبر کے پختہ کرنے اور گنبد وغیرہ بنانے کی ثابت ہوگئی۔ اور اقوال فقہا؟ سے بھی ممانعت معلوم ہوگئی تو اگر کسی نے سلاطین وغیرھم میں سے رسول اللہ ﷺ کی قبر پر گنبد بنایا یا اسی طرح دوسرے لوگوں نے بزرگوں کی قبر کو پختہ کیا تو یہ فعل بادشاہوں وغیرھم کا بمقابلہ حدیث رسول اللہ ﷺ وعبارت کتب فقہ کے حجت نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات واقوال وافعال کے اتباع کا حکم ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ، قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ۔ وقال اللہ تعالیٰ، ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ شیخ سعدیؒ نے انہیں آیات کا مطلب واضح فرمایا ہے۔ خلاف پیغمبر کسے رہ گزید۔۔۔ کہ ہرگز نخواہد بمنزل رسید۔ فقہائے رحمہم اللہ نے قبر میں پختہ اینٹ تک رکھنے کو منع فرمایا ہے۔ اور وجہ ممانعت شامی میں یہ بھی لکھی ہے۔ کہ وہ آگ میں پکی ہوئی ہے۔ میت کے پاس تک نہ لائی جاوئے۔ ولانه ممامسته النار فیکره ان یجعل علی المیت تفا ولا الخ. الغرض مریدین ومعتقدین کا یہ فعل بزرگ متوفی کے قبر کے ساتھ درست نہیں اور ان کو کچھ حق نہیں کہ

باوجود مانع ہونے اولاد بزرگ متوفی کے اس قبر کے ساتھ ایسا معاملہ کریں اولاد اگر مانع ہوئی اور دوسرے معتقدین نے ایسا کیا تو مواخذہ و باز پرس ان معتقدین سے ہوگا۔ اگر اولاد بھی راضی و شریک ان کی ہوئی تو وہ بھی معصیت اور گناہ میں شریک ہیں۔ (فتاوٰی دار العلوم دیوبند قدیم۔ ص ۱۳ تا ۱۴، حصہ اول) اب خطیب بے نصیب ہی بتائے کہ اس میں کونسی بات خلاف شرع ہے۔ کیا گنبد خضرا خیر القرون میں صحابہ و تابعین آئمہ مجتہدین وغیرھمؒ نے بنوایا تھا یا اس کی اجازت دی تھی۔ یا اس پر رضا کا فتوٰی دیا تھا۔ بینوا و توجروا۔ حضرات مشائخ دیوبند کثر اللہ جماعتھم کے نزدیک گنبد خضرا وغیرہ کی اہمیت اور بعد بنا دیے جانے کے ان کو محفوظ رکھنا کتنا ضروری ہے سینئے: اور ایمان درست کیجئے: (حضرت مولانا تھانویؒ نے) ارشاد فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب امداد اللہ مہاجر مکی سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ آنحضرت ﷺ کی زیارت کا شوق ہے کوئی عمل بتا دیجئے۔ حضرت نے فرمایا ماشاءاللہ آپ بڑا حوصلہ رکھتے ہیں۔ ہم تو گنبد خضرا کی زیارت کی قابلیت بھی نہیں رکھتے۔ (مجالس حکیم الامت ص ۳۴۶) امداد الفتاوٰی ص ۵۱۰ جلد اوّل پر حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے ایک سوال (کہ نجدیوں کے دست تظلم سے بعض مزارات و موالید کی تخریب جو بعض اخباروں میں شائع کی گئی۔ دوسرے کہا سرور کائنات ﷺ کا قبہ شریف اس حد (یعنی معاذ اللہ گیرانے) میں نہیں آتا اگر آتا ہے تو اُسکے ساتھ بھی کیا سلوک جائز ہے)۔ کے جواب میں تحریر فرمایا۔ سید القبور یعنی قبر سید اہل القبور ﷺ ما نختلف المقبول و الدبور کا قیاس دوسری قبور پر قیاس مع الفارق حدیثوں میں منصوص ہے کہ آپ ﷺ کا دفن کرنا موضع وفات ہی میں ماموربہ ہے اور موضع وفات ایک بیت تھا جو جدران و سقف پر مشتمل تھا اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی قبر شریف پر جدران و سقف (چھت دیواریں مکان کے) بنی ہونے کی اجازت ہے۔ اور بناء علی القبر سے جو نہی آئی ہے۔ وہ ہے جہاں بناء للقبر ہو اور یہاں ایسا نہیں پوری تفصیل امداد الفتاوٰی میں مطالعہ فرما کر ہر شخص اطمینان حاصل کر سکتا ہے۔ سلطان ابن سعود کے سامنے اہم مسائل میں سے حضرات صحابہؓ وغیرھم کے قبوں اور مزارات کی عمارتوں کے منہدم کرنے اور ماثر و مقامات مقدسہ کے آثار کو قائم رکھنے یا گرانے اور ان کی زیارتوں سے برکت حاصل کرنے کے جواز اور عدم جواز کا مسئلہ بھی بہت اہم تھا (حضرات علماء دیوبند رحمۃ اللہ علیہم نے سلطان ابن سعود کے پاس تشریف لیجا کر اس مسئلہ کے بارے میں انہیں نہائت تفصیل سے آگاہ فرمایا حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے فرمایا ہم بناء علی القبر (قبر پر عمارت بنانے) کو نا جائز سمجھتے ہیں ہم نے فتوے دیے ہیں بحثیں کی ہیں لیکن ہدم قباب (قبوں کے منہدم کرنے میں) ضرورت تھی۔ کہ بہت تانی (ڈھیل) اور حکمت سے کام لیا جاتا۔ جب ولید بن عبد الملک نے عمر بن عبد العزیزؒ کو حکم دیا کہ حجرات ازواج النبی ﷺ کو ہدم کر کے مسجد کی توسیع کریں تو انہوں نے ہدم (گرانے) کا حکم دیا حتیٰ کہ تینوں قبریں کھل گئیں۔ اس وقت عمر بن عبد العزیزؒ اس قدر روئے تھے کہ کبھی اس قدر روتے ہوئے نہ دیکھے گئے۔ حالانکہ خود ہی ہدم کا حکم دیا تھا۔ پھر نہ صرف قبر نبی ﷺ پر بلکہ تینوں قبروں پر بناء کرائی (عمارت بنوائی) میری غرض اس وقت تجویز بناء (قبروں پر عمارت بنوانا) نہیں بلکہ یہ بتلانا ہے کہ قبر اعاظم و اکابر کے ساتھ ہدم وغیرہ کا معاملہ کرنا ایسا ہے جس کو قلوب میں ایک تاثیر اور دخل ہے۔ مقابر کے معاملہ مَیں زاید نہیں کہنا چاہتا اور شیخ (حضرت مفتی) کفایت اللہؒ دہلوی (مصنف تعلیم الاسلام والے) مجھ سے پہلے کہہ چکے ہیں۔ البتہ لماٰثر (مقاماتِ مقدسہ) کے متعلق میں کہوں گا کہ حدیث اسراء (معراج شریف والی) میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے نقل کیا ہے آپ ﷺ کو جبریلؑ نے چار جگہ اتارا اور نماز پڑھوائی اور بتلایا کہ یثرب یا طیبہ ہے والیہ المہاجرہ یہ طور سینا ہے حیث کلم اللہ موسیٰ تکلیما) یہ مدین ہے حیث

وردموسیٰ ومسکن شعیب بیت اللحم ہے جیسث ولد المسیح علیہ السلام۔ پس اگر طور پر آپ ﷺ سے اس لئے نماز پڑھوائی گئی کہ وہاں حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا تو جبل النور پر جانے اور نماز پڑھنے سے ہم کیوں رو کے جائیں۔ جہاں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام لے کر جبریل علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کے پاس آئے۔ سب سے پہلے جب مولد (جائے پیدائش) مسیح پر حضور ﷺ سے دو رکعتیں پڑھائی گئیں تو کیا غضب ہے کہ امت محمدیہ ﷺ مولد النبی ﷺ میں دو رکعت نہ پڑھ سکے۔ مدین میں حضرت شعیبؑ رہتے تھے اور حضرت موسیٰؑ کچھ عرصہ ٹھہرے۔ (وہاں بھی دو رکعت آپ ﷺ نے پڑھیں) پھر مسکن خدیجہؓ جہاں حضور ﷺ اٹھائیس برس رہے۔ اور جس کو طبرانی نے افضل البقاع بعد المسجد الحرام فی مکہ (مسجد حرام کے بعد سب سے افضل جگہ مکہ) لکھا ہے کیوں اس قابل نہیں۔ کہ وہاں دو رکعت پڑھ لی جائیں۔ یا جبل ثور جہاں آپ ﷺ تین روز تک مختفی (چھپے) رہے۔ اس پر نماز کیوں نہ پڑھی جائے۔ یہ حدیث تبرک بآثار الصالحین (بزرگوں کے نشانات سے برکت حاصل کرنے) میں اصل اصیل ہے۔ (تجلیات عثمانی ص ۳۷۵ تا ۳۷۶) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ حضرت شیخ حسام الدین متقی ملتانیؒ کے متعلق نقل فرماتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ آپ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے مقبرے کے سائے کے نیچے کبھی کھڑے نہ ہوئے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بیت المال کی رقم سے بنایا گیا ہے اور مسلمانوں کا حق اس پر خرچ ہوا ہے۔ اب میرے لیے جائز نہیں کہ میں اس کے سایہ کے نیچے کھڑا ہوں (اخبار الاخیار ص ۲۵۱) یہ واقعہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کوٹ مٹھن والوں نے بیان فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا کہ قبلہ بیت المال کا مال حلال ہوتا ہے اور جب مالِ حلال سے روضہ تعمیر ہوا تھا تو شیخ حسام الدینؒ اس کے سائے میں آرام کرنے سے کیوں اجتناب کرتے تھے۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔ کیا بیت المال کا مال اسی واسطے ہے کہ اس سے مقبرے تعمیر کیئے جائیں؟ بیت المال کے مصارف اور ہیں (مقابیس المجالس ص ۸۷۱) نیز وہ بقعہ سید القبور جس سے جسم مبارک خصوصی مع الروح مس کیے ہوئے ہے۔ عرش سے بھی افضل ہے الخ کی پوری تفصیل امداد الفتاوی ص ۴۰۲ تا ۴۰۵ جلد پنجم میں حضرت مولانا تھانویؒ نے نقل فرمائی ہے۔ جو پڑھنے کے لائق ہے۔

دیھومت دیھیے کہ آئینہ غش تمھیں دیکھ کر نہ آجائے۔

اعتراض فصل نمبر ۴ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی پیدا ہو تو ختم نبوت محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ الجواب خطیب بے نصیب نے جو عبارت نقل کی ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے تحذیر الناس میں جو مضمون بالتفصیل نقل فرمایا ہے اس کو عام فہم انداز میں مختصراً یوں سمیٹا جا سکتا ہے۔ خاتمیت ایک جنس ہے۔ جس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک زمانی اور دوسری رُتبی خاتمیت زمانیہ کے معنی یہ ہیں کہ حضور سب سے اخیر زمانہ میں تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد مبعوث ہوئے۔ اور اب آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اور خاتمیت رُتبیہ کے معنی یہ ہیں کہ نبوت و رسالت کے تمام کمالات اور مراتب حضور کی ذات بابرکات پر ختم ہیں۔ اور نبوت چونکہ کمالات علمیہ میں سے ہے (جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ سورۃ بقرہ کے شروع میں کہ فرشتوں وغیرہ پر ان کی فضیلت بر بناء علم ہی تھی۔ حالانکہ ابھی ان سے کسی عمل کا اظہار نہ ہوا تھا) اس لیے خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے کہ جو علم کسی بشر کے لیے ممکن ہے۔ وہ آپ پر ختم ہو گیا۔ اور حضور پرنور دونوں اعتبار سے خاتم النبیین ہیں۔ زمانہ اور مراتب نبوت و کمالات رسالت کے اعتبار

سے بھی، اس لیے کمال مدح جب ہی ہوگی کہ جب دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہو (اصلی کتاب کے ص ۱۲) پر تحریر ہے سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو خاتمیت ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلہ "ہارون من موسیٰ انہ لا نبی بعدی او کما قال" جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ چکا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا ہے۔ گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ، باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا کہ اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا (خاتمیت زمانیہ کا) منکر بھی کافر ہوگا۔ پھر خاتمیت زمانیہ اور رتبیہ میں فرق یہ کہ خاتمیت زمانیہ کے اعتبار سے حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا شرعاً محال ہے۔ اور خاتمیت رتبیہ کے اعتبار سے بفرض محال اگر حضورؐ کے بعد بھی کوئی نبی مبعوث ہو (لفظ بفرض کا فرمانا محال ثابت کرنے کیلئے ہے۔ اگر حضرت مولاناؒ کے نزدیک آپؐ کے زمانہ مبارک کے بعد نبی کا مبعوث ہونا شرعاً جائز ہوتا تو بالفرض نہ فرماتے۔ دوسرے لفظ نبی حقیقی کے متعلق ہے نہ کہ جعلی اور نقلی) تو حضورؐ کی خاتمیت رتبیہ میں کوئی فرق نہ آئیگا۔ آپ کا یہ فرمان لو کان بعدی نبی لکان عمرؓ اگر میرے بعد نبی کوئی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔ ظاہر ہے کہ حضورؐ کا مقصود یہ نہیں کہ آپؐ کے بعد نبی کا آنا ممکن ہے۔ بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا نہیں۔ اس سے حضورؐ کی خاتمیت اور عمرؓ کی فضیلت ثابت کرنا مقصود ہے۔ مثال: اگر کوئی شخص کہے کہ اگر ایک چاند نہیں بلکہ ہزاروں چاند ہوں تب بھی ان سب کا نور آفتاب ہی سے مستفاد ہوگا۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ حقیقتاً ہزاروں چاند ہیں۔ بلکہ مقصود آفتاب کی فضیلت ثابت کرنا ہے کہ آفتاب تمام انوار کا خاتم ہے۔ اگر بالفرض ہزار چاند بھی ہوں تو ان کا نور بھی سورج ہی سے مستفاد ہوگا۔ اسی طرح نبی اکرمؐ کی تمام افراد نبوت پر فضیلت بتلانا مقصود ہے خواہ وہ افراد ذہنی ہوں یا خارجی محقق ہوں، یا مقدر، ممکن یا محال اور یہ کہ حضورؐ پر نور سلسلہ نبوت کے ہر اعتبار سے خاتم ہیں زمانۃً بھی اور رتبۃً بھی۔ امید ہے کہ اتنی تشریح سے بات واضح ہوگئی ہوگی ورنہ بندہ کے پاس تشریف لا کر تسلی کرلیں دوسرے ہندوستان سے لے کر پاکستان بننے کے بعد تک عقیدہ ختم نبوت کی جتنی خدمت تحریری تقریری جماعتی انداز میں حضرات علمائے دیوبند نے کی ہے دوسروں سے اس کا ہزارواں حصہ بھی ذاتی طور پر ظاہر نہیں ہوئی۔ بلکہ الٹا سارقین (چوری کرنے والے) ختم نبوت کی امداد حضرات علماء دیوبند کی عبارات کو غلط پیرایہ میں پیش کر کے کی ہے۔ شرم شرم۔

ہو کے مسلم مدد کفاروں کی   شرم تم کو مگر نہیں آتی

اعتراض نمبر 1 فصل نمبر ۵۔ دیوبندیوں نے حضور کو گرنے سے بچایا۔

الجواب۔ یہ خواب کا قصہ ہے۔ بیداری کا نہیں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کا فرمان ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ زمانہ کے ولی سے خدمت لے کرامت کی کارسازی فرماتے ہیں۔ (مہر منیر ص ۵۸۰) کیوں نہ خواب کی تعبیر سمجھ لی جائے۔ کہ حضور ﷺ خواب میں ان بزرگ کو امت کی شکل میں (بوجہ امت کے گناہوں وغیرہ میں مشغول ہونے کے اور بزرگ کے امت کی اصلاح کی فکر ہونے کے) نظر آئے ہوں۔ جیسا کہ حضور ﷺ کو خواب میں مختلف صورتوں میں دیکھنے سے مختلف تعبیریں کتابوں میں نقل ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت خان صاحب بریلوی

ارشاد فرماتے ہیں امام بخاری نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میں حضور اقدس ﷺ کی مگس رانی (گندی مکھیاں جسم مبارک سے اڑانا) کر رہا ہوں۔ خواب دیکھ کر پریشان ہوئے کہ مکھی تو جسم مبارک پر نہ بیٹھتی تھی۔ علماء نے تعبیر فرمایا بشارت ہو تمہیں کہ احادیث میں جو غلط ہو گیا ہے تم اسے پاک صاف کرو گے ۔ (ملفوظات۔ ص ۵۳، حصہ دوم) اب دونوں خوابوں میں فرق واضح کیجئے۔ کیا آپ کے جسم اقدس پر جب حیات دنیوی میں مکھیاں نہیں بیٹھتی تھیں۔ تو خواب میں ایسا دیکھنا اور بیان فرمانا کیا حضرت امام بخاریؒ پر اور اعلیٰ حضرت پر کوئی شرعی فتوئی جاری ہو سکتا ہے۔ اپنے اعتراض کے مطابق لکھیے۔ اعلیٰ اجر سے نوازے جائیں گے یہ لکھنا کہ یہ ہے دیوبندیوں اور وہابیوں کا عقیدہ؛ تم بتلاؤ حضرت امام بخاریؒ، اعلیٰ حضرت کا یہی عقیدہ تھا۔ معاذ اللہ۔ جو خواب میں ملفوظات والا نقل ہوا۔ سنئے جس کتاب کا حوالہ دے کر دیوبندیوں کا عقیدہ بیان کیا ہے اس کتاب کے متعلق حضرت مولانا خیر محمد صاحب ،بانی مدرسہ خیر المدارس ملتان نے تحریر فرمایا ہے۔

جس کتاب (بلغۃ الحیران) کی عبارات جمہور اہلسنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہوں یا عوام کو ان سے ایہام (وہم) ومغالطہ پیدا ہوتا ہو، ایسی کتاب کی اشاعت اور مطالعہ جائز نہیں۔ اور اس کے جامع وناشر تاویل یا اعتراف غلطی کر کے تکفیر وتفسیق سے تو بری ہو سکتے ہیں مگر اس کے ضرر اور اثم (نقصان اور گناہ) سے برأت کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ کتاب کی اشاعت کو بند کیا جائے۔ جب تک کہ اس کی اصلاح نہ کی جائے یا غلط مقامات کا اظہار بالتصریح نہ کیا جائے۔ واللہ الموفق (خیر الفتاوئی۔ ص ۲۴۳، ج ۱) یہ عبارت اس لئے بھی نقل کر دی ہے کہ آئندہ خطیب بے نصیب جیسے لوگ اس کتاب کی عبارت دکھلا یا بتلا کر لوگوں کو مسلک دیوبند کے متعلق دھوکا نہ دے سکیں اور خواب ملاحظہ ہو: ایک رات خواب میں حضرت امام اعظمؒ (ابو حنیفہؒ نے) دیکھا کہ وہ پیغمبر ﷺ کے استخوان (ہڈیاں) مبارک لحد مبارک سے جمع کر رہے ہیں وہ ان میں سے بعض کو بعض سے چن رہے ہیں۔ (کشف المحجوب۔ ص ۹۱)

اعتراض نمبر ۲ فصل نمبر ۵: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیوبندیوں کے شاگرد

الجواب: اس خواب پر خطیب بے نصیب نے جو کفریہ عنوان لگایا، اللہ تعالیٰ ہی اس کو سمجھے۔ عبارت: علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا رابطہ۔: لفظ رابطہ سے شاگرد کا معنی نکالنا کتنا گستاخانہ جملہ ہے۔ ایمان بچا کہ نہیں۔ خطیب بے نصیب کو اس سے کیا غرض۔ فکر آخرت دل میں بسی ہو تو .... ہمارے تو پڑھتے ، لکھتے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ جو حال ہوا آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں والا معاملہ ہے۔ ربط و تعلق مشہور الفاظ ہیں (اصل خواب جس پر اعتراض کیا گیا ہے وہ یہ ہے) (حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے نقل فرمایا) کہ ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپؐ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا، کہ آپؐ کو یہ کلام (اردو) کہاں سے آگئی۔ آپؐ تو عربی ہیں ،فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آگئی۔ (براہین قاطعہ ص ۳۰) اس خواب میں تو لفظ معاملہ ہے۔ جس کا معنی آپس میں میل جول ہے کیا حضور ﷺ سے علماء مدرسہ دیوبند کا بوجہ اردو میں دین اسلام کی تبلیغی، تحریری، تدریسی انداز میں خدمت کرنے سے معاملہ ٹھیک نہیں ہے؟ سنئے سوال: عرض یہ ہے کہ حضور ﷺ نے (ایک خواب میں) اردو خطاب فرمایا اس کی تعبیر کیا ہے۔ الجواب: (از حکیم الامت تھانویؒ) خواب میں حقیقت کبھی دوسری صورت میں متمثل ہو جاتی ہے۔ وہ اردو صورت مثالیہ

ہے۔عربی کی (امداد الفتاویٰ۔ص ۲۱۹، ج ششم) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، حضرت شیخ محمد جعفر مکی سرمندیؒ کے متعلق نقل فرماتے ہیں وہ اپنی کتاب بحر المعانی کے متعلق فرماتے ہیں ۳۶ ویں خط کی اس عبارت زرغبا تزدد حبا۔ پر پہنچا تو ایک دوسرے ہی جہاں میں جا پہنچا۔اور گھٹنوں پر سر رکھ کر حیران بیٹھ گیا۔اسی عالم میں رسول کریم ﷺ کو مسجد قبا میں تشریف فرما دیکھا۔تمام اصحاب رسول ﷺ، اولیائے کرام حضرت علیؓ سے لیکر شیخ نصیر الدین محمود تک تمام کے تمام لوگ رسول ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔رسول ﷺ نے مجھ سے فارسی زبان میں فرمایا۔اے فرزند مست حضرت لم یزل ولایزال، بحر المعانی رابیار، چنانچہ اس وقت میں نے ۳۵، ۳۶ مکتوب لکھے تھے فوراً پیش کر دیئے۔آپ نے ان تمام مکتوبات کو نبوت کی طاقت سے بہت جلدی پڑھ کر فرمایا: اے بیٹے تمام تعریف اس ذات کی جس نے آپ کو یہ رموز الہام کئے۔اور فرمایا کہ اللہ تمہیں اس سے بھی زیادہ علم دے۔(اخبار الاخیار۔ص ۳۰۴ تا ۳۰۵) فرمائیے کہ حضور ﷺ نے فارسی میں جو کلام فرمایا وہ ان بزرگ کے فارسی زبان والے ہونے کی وجہ سے تھا۔ان بزرگ کا خاص ربط و تعلق و معاملہ روحانی و علمی حضور ﷺ سے ہوا تھا تو ان کی وجہ سے حضور ﷺ نے فارسی میں ان سے کلام فرمایا۔نیز یہی بزرگ اپنی کتاب بحر المعانی میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی" فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں خدا تعالیٰ کو امّی کی صورت میں دیکھا (اخبار الاخیار ص ۳۰۶) باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ایک شاگرد نے عربی میں ایک مقالہ لکھ کر اصلاح کے لئے آپ (حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب "شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند) کے سامنے پیش کیا۔تو یہ کہتے ہوئے اسے واپس کر دیا۔مولوی صاحب اگر ہندوستان (اس وقت پاکستان نہیں بنا تھا) میں اسلام کی خدمت کرنا ہے تو اردو میں لکھیے، اردو میں پڑھیے (نقش دوام۔ص ۱۱۸ تا ۱۱۹) حضرات علماء دیوبند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اردو کے اندر جو خدمت دین اسلام کی ہر انداز میں کی ہے وہ جتنی مقبول بارگاہ ایزدی میں ہوئی ہے وہ خطیب بے نصیب کے اعتراض نقل کردہ خواب سے ظاہر ہے کیونکہ آپ ﷺ کا دین اسلام ہر زمان و ہر زبان اور ہر علاقے میں محفوظ و مقبول ہے اور ساری دنیا کے لئے ہے نہ کہ خاص علاقے یا خاص زبان میں۔فافہم۔

اعتراض نمبر ۳ فصل نمبر ۵: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ملک الموت سے بھی کم ہے۔

الجواب: خطیب بے نصیب کے اعتراض والی عبارت ملاحظہ ہو۔ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ ﷺ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ اب تھوڑی سی سوجھ بوجھ والا یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ اول تو حضور ﷺ کو ملک الموت سے افضل فرمایا دوسرے ان امور میں جو کام ملک الموت کے ذمے ہیں یعنی تکوینی امور کی انجام دہی، صاف ظاہر ہے کہ تشریعی علوم خاصہ پیغمبران علیہم السلام ہیں۔اس میں تو کوئی انکا ہمسر نہیں ہو سکتا۔اور تکوینی علوم جو خدمت گزاری عالم اسباب کے متعلق ہے۔اس میں پیغمبروں کا ان علوم کا واقف نہ ہونا ان کی شان کے منافی نہیں دیکھیے قرآن مجید میں قصہ حضرت موسیٰ و خضر علیہ السلام کا سورۃ کہف میں آتا ہے۔کہ حضرت خضر علیہ السلام کو جو تین واقعات میں تکوینی طور پر واقفیت کروا دی گئی تھی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے متعلق نہیں علم تھا۔سورۃ نمل میں مذکور ہے۔ایک بار حضرت سلیمانؑ نے ہدہد (پرندہ) کو تلاش کیا تو نہیں پایا تو بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔جب وہ دیر کے بعد حاضر ہوا تو اس سے باز پرس کی۔اس نے کہا کہ میں ملک سبا سے ایک نہائت عظیم الشان خبر معلوم کر کے لایا ہوں جس کا آپؑ کو علم نہیں۔اب یہ خطیب بے نصیب ہی وضاحت کریں

کہ کیاان دونوں مذکورواقعات قرآنیہ کی رو سے معاذاللہ حضرت موسیٰ وسلیمان علیہ السلام کی شان میں کمی ہوئی یا کیا؟ نیز قرآن مجید ہی میں حضرت ابراہیم ولوط علیہما السلام کاواقعہ کہ فرشتوں کوانسانی شکل میں انکے پاس آئے تھے نہ پہچان سکے۔ آیا ہے۔

اعتراض نمبر۴ فصل نمبر۵: دیوبندیوں کا کعبہ گنگوہ ہے۔

الجواب : حضرت شیخ الہندؒ کے اس شعر پر جو حضرت گنگوہیؒ کی وفات شریف پر مرثیہ میں پڑھا تھا

پھرے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ ، جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی۔

اب سنیئے کمزوراور ست اعتقادرکھنے والے گروہ اوران لوگوں کاذکر آیا جوکعبہ کی زیارت کوجاتے ہیں اور جب وہاں سے واپس آتے ہیں تودنیاکے ماحول میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ بندہ نے عرض داشت کی (مرتب مجالس فوائدالفواد) کہ مجھےتواس گروہ پر تعجب ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم سے رشتہ جوڑتے ہیں۔ اور پھر دوسری طرف چل دیتے ہیں۔ جب میں آپؒ کی خدمت میں عرض کررہاتھاتو میرادوست بلیغ بھی موجود تھامیں نے عرض کیا کہ اس ناچیز نے اس بلیغ سے جوکہ میرادوست ہے ایک دفعہ ایک بات سنی تھی جس نے میرے دل پر گہرااثر کیاوہ بات اس نے کہی تھی کہ حج (نفلی) کووہی جاتا ہے جس کا پیر نہ ہو۔ حضرت خواجہ (نظام الدین اولیاء) ذکراللہ بالخیر نے جب یہ بات سنی تو آبدیدہ ہو گئے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ مصرعہ آیا۔ آں رہ بسوئے کعبہ برو، وایں بسوئے دوست (وہ راہ کعبہ کی طرف لے جاتی ہے اور یہ دوست کی طرف) بعدازاں آپ (حضرت خواجہؒ) نے فرمایا شیخ الاسلام فریدالدین (گنج شکرؒ) قدس اللہ سرہ العزیز کے انتقال کے بعد مجھ پر حج پر جانے کا شوق بہت غالب آگیا میں نے کہا پہلے اجودھن (پاکپتن شریف) زیارت شیخ (مزارشریف کی زیارت) کوجاتا ہوں۔ الغرض جب میں شیخ الاسلام کی زیارت کے لیے اجودھن پہنچاتو میراوہ مقصدمع کچھ زائد شئے کے حاصل ہوگیادوسری بارپھر حج کوجانے کااشتیاق ہواپھر شیخؒ کی زیارت کوگیااور میری وہ غرض پوری ہوگئی (فوائدالفواد ۳۰۹ تا ۳۱۰) حضرت پیرسید مہرعلی شاہؒ صاحب (گولڑویؒ) سے اجازت لے کربابا غلام فرید حج کے لیے روانہ ہوئے تو آپ نے ایک وظیفہ تلقین فرمایا کہ کعبہ شریف اور روضہ اطہر کے سامنے بیٹھ کرپڑھناواپسی حج پرسیدھے گولڑہ شریف پہنچے اور مجلس شریف میں حاضر ہوتے ہی اپنے بڑی سی گورداسپوری پگڑی اتار کرحضرت کے قدموں میں پھینکی اور ڈھاڑیں مارکر روتے ہوئے عرض کی جب ہرجگہ آپ ہی آپ ہیں یہاں بھی اور وہاں بھی تو مجھ بوڑھے مسکین کواپنی شانیں دکھلانے کے لیے اس قدرطول وطویل سفر(حج) کراکر کیوں ہلاک کرتے ہیں حضرت پیرصاحب نے اس کاکوئی ردنہیں فرمایا (مہرمنیر ص ۱۵۳) جس سال آپ (حضرت پیرگولڑوی صاحبؒ) حج پر گئے تھے اسی سال حضرت سیدلعل شاہ نقشبندی دندہ شاہ بلاول ضلع کیمل پور حج کے لیے گئے تھے جناب مولانامحمد غازی اور سید چانن شاہ جابوی نے ان کوکہتے سنا کہ میں نے بیت اللہ شریف اور عرفات میں بھی مراقبہ کرکے معلوم کرناچاہا کہ اس سال اولیائے حاضرین میں سے رئیس الحجاج کامنصب جلیلہ کسے عطاہوا ہے۔ توحرم شریف میں میں نے خانہ کعبہ کوحضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے گردطواف کرتے دیکھااور عرفات میں لوگوں کے حج آپؒ ہی کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں پیش ہوکرمقبول ہوتے نظر آئے اس لیے سمجھ گیا کہ اس سال آپ ہی اس باطنی منصب عالی پرفائزالمرام ہیں۔ (مہرمنیر ص ۱۳۰) حضرت جنیدؒ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا آپ نے دریافت کیاتم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے عرض کی گیلان سے پھر دریافت کیا کس کی اولاد ہو؟ تواس نے کہا کہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے، پھر پوچھا کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا حج کو جارہا ہوں پھر آپ نے فرمایا تمہارے بزرگوار جد حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو دو تلواریں مارتے تھے ایک نفس پر دوسری کفار پر آپ کون سی تلوار مارتے ہو؟ پھر فرمایا میاں بیت اللہ تو تمہارا سینہ ہی ہے۔ اس شخص کے دل پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوگیا۔ (حج چھوڑ کر شیخ کی خدمت میں رہ پڑا) (خزینہ، معرفت حالات حضرت میاں شیر محمد شرقپوری صاحبؒ ص ۲۸۸) ایک ترکی حضرت شیخ الاسلام کی مجلس میں ہمیشہ آیا کرتا تھا اور شیخ الاسلام کے سر کے پیچھے سپر (ڈھال) کے برابر ایک نور دیکھتا تھا۔ ایک دن وہ شیخ احمد کوفانی کے پاس آکر کہنے لگا کہ خواجہ کے سر پر آپ بھی نور کی ڈھال دیکھتے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ دیکھتا ہوں۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ احمد کوفانی دیکھتے نہ تھے۔ لیکن ان کو گوارہ نہ تھا کہ جس چیز کو ترک دیکھتا ہے وہ کہیں میں نہیں دیکھتا ہوں۔ اس لیے شیخ احمد نے ذو معنی لفظ کہہ دیا۔ میں دیکھتا ہوں۔ تاکہ اس کی تردید نہ ہو۔ آخر وہ ترک حج کو گیا۔ واپس آیا تو اس کو وہ نور نظر نہ آیا شیخ الاسلام نے فرمایا۔ مجھ سے اس ترک نے کہا۔ اب وہ نور نہیں دیکھتا ہوں اس کا کیا سبب ہے! میں نے کہا اب تو اپنے کو بخشا ہوا سمجھتا ہے۔ اور اپنی نگاہ میں اپنے کو بزرگ جانتا ہے کہ میں نے حج کرلیا ہے۔ میں حاجی ہوں۔ لیکن جب تجھے نور نظر آتا تھا اس وقت تو صاحبِ نیاز ہمارا محتاج و پیاسا تھا: (نفحات الانس مولفہ حضرت مولانا جامیؒ ص ۴۹۸) حضرت قطب عالم شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں ---جب تک اخلاص نہ ہو اس اور اُس جہاں اور اس جہاں کے شر سے نجات نہیں ملتی۔ اگر سو سال عبادت میں مشغول رہے۔ مناسکِ حج بجالائے۔ اور رات دن اس کے اندر مستغرق رہے۔ مردان حق کو اخلاص کے بغیر کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ (یک زمانہ صحبت با اولیاء۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا) برادرم قطب خاں سے معلوم ہوا ہے کہ آں عزیز (میاں بایزید افغان) حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اے برادر! اس میں شک نہیں کہ حج رکن دین ہے۔ لیکن طلب حق اور شیخ کی صحبت کے بغیر اہل یقین یہ کام نہیں کرتے۔ بیت. کعبہ چہ مے روی چہ کشی رنج بادیہ۔ کعبہ است کوئے دلبر قبلہ است روئے دوست: ترجمہ: کعبہ کی طرف کیوں جاتے ہو۔ اور سفر کی تکلیف کیوں برداشت کرتے ہو۔ ہمارا کعبہ تو دوست کی گلی ہے۔ اور قبلہ دوست کا رخ انور ہے۔ ہزاروں حاجی ہر طرف سے حج کو آتے ہیں۔ حاجی بنتے ہیں۔ اور زیارت روضہ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوکر ثواب زیارت حاصل کرتے ہیں۔ لیکن صحابی نہیں بن سکتے اور صحابہ اکرامؓ کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ اس کا تعلق ہدایت وارشاد (یعنی سلوک طے کرنے) سے ہے پس اے برادر! اگر مردان حق کا سا کمال درکار ہے۔ تو پیر و مرشد کی صحبت اختیار کرو اپنے آپ کو اس کے سپرد کردو۔ اور جانبازی اور جہاں تازی (اپنی دنیا تج دینا) سے کام لو۔ اس وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم کیا تھے، اور کیا ہو گئے۔ تم فرشی تھے۔ اور عرشی ہو گئے بلکہ عرش سے بھی گزر کر رب العرش تک پہنچ گئے: (مکتوبات قدوسیہ ص ۳۱۰ تا ۳۱۱) نیز نقل فرماتے ہیں ۔ گر کعبہ از و بوئے ندارد کنشت است۔ با بوئے وصالش کنشت کعبہ ما است: ترجمہ: اگر کعبہ میں محبوب کی خوشبو نہیں تو وہ بت خانہ ہے اگر بت خانہ میں وصال کی خوشبو ہے تو وہ ہمارے لئے کعبہ ہے حضرت امام جعفر صادقؓ نے فرمایا: ماشغلک عن الحق فهو طاغوتک : ترجمہ: جو چیز تجھے حق تعالی سے باز رکھے وہ تیرا شیطان ہے (مکتوبات قدوسیہ ص ۶۵۰) ان واقعات پر حاشیہ چڑھانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا نیز فرماتے ہیں

۔ اندورنت تا کہ غیرے ماندت---------در درون کعبہ دیرے ماندت

ترجمہ: جب تیرے اندر غیر سمایا ہوا ہے تو تیرے لئے کعبہ بھی دیر (بت خانہ) بن گیا ہے۔ ومن یدع مع الله اله اخر لا برهانه :
ترجمہ جس نے اللہ کے سوا کسی غیر کو پکارا اسکی کوئی دلیل نہیں یہ بریلویوں کے لئے کمر شکن ہے اور خون ریز اور جان سوز ہے۔ ہر سمجھدار خطیب بے نصیب کے اعتراض کا جواب ان میں مکمل دیکھ سکتا ہے۔ عیاں راچہ بیان۔

سمجھ میں نقطۂ توحید آتو سکتا ہے　　　　ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے

فصل نمبر ۵ دیوبندی مذہب میں حضرت امام کا غم کرنا حرام ہے: الجواب: اس اعتراض کا جواب ہم اعلیحضرت خان صاحب بریلوی ہی سے نقل کرتے ہیں۔ عرض: لیکن ہمارے علمائے کرام غم تازہ کرنے کو حرام فرماتے ہیں۔ ارشاد (اعلیحضرت) غم تازہ کرنا اپنی طرف سے ہوتا ہے۔ (ملفوظات ص ۶۴ ح ۳) عرض: اور ان مجالس (محرم کے مہینہ والی) میں رقت آنا کیسا؟ ارشاد اعلیحضرت رقت آنے میں حرج نہیں۔ باقی رفضہ (شیعہ) کی سی حالت بنانا جائز نہیں کہ: مَن تَشَبّہ بِقوم فھو مِنھُم۔ ترجمہ، جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے کہ حق سبحانہ نے نعمتوں کے اعلان کو فرمایا۔ اور مصیبت پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے نبی ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول شریف یوم دوشنبہ کو ہے۔ اور اسی میں وفات شریف ہے۔ تو آئمہؒ نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔ غم پروری کا حکم شریعت نہیں دیتی (ملفوظات ص ۱۰۱ حصہ ۲) عرض: کیا محرم و صفر میں نکاح کرنا منع ہے۔ ارشاد (اعلیحضرت) نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے (ملفوظات ص ۴۳ حصہ ۱) اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔

ہوا خود مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں۔ زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعان کا۔ (ماہ کنعان حضرت یوسف علیہ السلام

(اعتراض نمبر 6) فصل نمبر ۵ حضرت امام حسین کی سبیل کا پانی حرام ہے۔ الجواب: یہ آخری اعتراض ہے۔ خطیب بے نصیب کے اعتراض والی عبارت پڑھیں پھر اعلیحضرت بریلوی سے ہی اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ محرم میں سبیل لگانا، شربت پلانا، چندہ سبیل اور شربت میں دینا، یا دودھ پلانا سب نا درست اور تشبیہ روافض (شیعہ) کی وجہ سے حرام ہے۔ اب دیکھیے قرآن مجید میں ہے: وَتعاوَنُوا علی البِرّ والتقوی وَلاتَعاوَنُوا علی الاثم والعدوان ۔ اور ایک دوسرے سے تعاون کرو نیکی و پرہیز گاری کے کاموں میں اور نہ تعاون کرو ایک دوسرے سے گناہ اور ظلم کے کاموں میں۔ اب بتلایئے خاص محرم میں یہ کام کس فرقہ اور کس گروہ سے معاونت ثابت کرتے ہیں۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے تشبیہ روافض کی بناء پر حرام فرمایا ہے۔ اب اعلیحضرت کی سنیئے فرماتے ہیں ایک دفعہ علی گڑھ سے ایک شخص اپنا بیگ وغیرہ لئے آیا اس کی صورت دیکھ کر میرے قلب نے کہا یہ رافضی (شیعہ) ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعی رافضی ہے کہا میں اپنے مکان کو لکھنو، جاتا تھا راستے میں صرف آپکی زیارت کے لئے اتر پڑا ہوں کیا آپ اہلسنت میں ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے یہاں مجتہدین میں نے التفات نہ کیا غرض وہ رافضی اپنی طرف مجھے مخاطب کرتا تھا اور میں دوسری طرف منہ پھیر لیتا تھا آخر اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایک صاحب شاکی (شکایت کرنے والے) بھی ہوئے کہ وہ اتنی مسافت طے کر کے آیا اور آپ نے قطعی التفات نہ فرمایا میں نے یہی روایت (حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالے منہ) کی جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ یہ بدمذہب ہے فوراً کھانا سامنے سے اٹھوالیا اور اسے نکلوا دیا) بیان کی کہ ہمارے آئمہ رضی اللہ عنھم نے ان لوگوں کے ساتھ ہمیں یہ تہذیب بتائی ہے اب بھلا وہ کیا کہ سکتے تھے۔ خاموش ہو گئے۔ مسلمانو! ذرا ادھر خدا اور رسول ﷺ کی

طرف متوجہ ہوکر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلاوجہ محض فحش مغلظہ گالیاں دینا اپنا شیوہ بنالیں بلکہ اپنا دین ٹھہرالیں۔ کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملوگے۔ حاشا ہرگز نہیں۔ اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے۔ اگر تم میں انسانیت باقی ہے۔ اگر تم ماں کو ماں سمجھتے ہو۔ اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو انہیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے۔ تماری آنکھوں میں خون اترے گا۔ تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا بھی گوا رہ نہیں کروگے۔ اللہ انصاف صدیق وفاروق اعظم زائد یا تمہارے باپ، ام المومنین، عائشہ صدیقہ زائد یا تمہاری ماں، ہم صدیق ٗفاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمدللہ کہ ام المومنین کے بیٹے کہلاتے ہیں اِن کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تم اپنی ماں بلکہ اپنے آپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو۔ تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے بڑے ناخلف بیٹے ہیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے۔ آگے تم جانو اور تمہارا کام (ملفوظات اعلیٰحضرت ص ۱۰۸ تا ۱۰۹ ح اوّل) عرض روافض میں شادی کرنا کیسا ہے۔ آج کل عجب قصہ ہے کوئی رافضی (شیعہ، کسی کا ماموں ہے اور کسی کا سالا کوئی کچھ کوئی ہے ارشاد اعلیٰحضرت ناجائز ہے۔ ایمان دلوں سے ہٹ گیا ہے۔۔ اور اللہ اور رسول کی محبت جاتی رہی ہے۔ خاص رافضیوں کے بارے میں ایک حدیث ہے۔ ترجمہ عربی عبارت، ایک قوم آنے والی ہے ان کا ایک بدلقب ہوگا۔ انہیں رافضی کہا جائے گا نہ جمعہ میں آئیں گے نہ جماعت میں اور سلف صالح کو برا کہیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا پینا نہ شادی بیاہت کرنا۔ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا، مرجائیں تو جنازے پر نہ جانا (ملفوظات ص ۱۰۷ تا ۱۰۸ ح ۲) ایک سوال اگر عمرو روٹی کے چار ٹکڑے رافضی کے سامنے یہ ثابت کرنے کے لیے خلافت راشدہ حق چار یارؓ ہیں کرے اور یہ فعل کرنے سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے۔ عمرو اگر یہ دیکھ کر روٹی کے چار ٹکڑے کرے تو جائز ہے یا نہیں (یہ سوال اور جواب اعلیٰحضرت مناسب اور بضرورت ترمیم عبارت کر کے لکھے ہیں حقیقت میں خاص فرق نہیں پڑا (مولف) جواب اعلیٰحضرت: سنی کو ان اوہام پرستوں کی ریس نہ چاہیے۔ ایک روٹی کے تین چار پانچ نو دس جتنے ٹکڑے کریں جائز ہے۔ وہ خیال جہالت ہے، ہاں اگر رافضیوں کے سامنے ان کو چڑانے کو چار کریں۔ تو یہ نیت محمود ہے۔ گمراہ کی مخالفت کا اظہار ایسا امر ہے جس کے باعث فعل مفضول افضل ہو جاتا ہے۔ یہاں تو سب ٹکڑے مساوی تھے تو ان کے سامنے ان کی مخالفت کے اظہار کو چار ٹکڑے کرنا بدرجہ اولیٰ افضل ہوگا۔ موزوں کے مسح سے پاؤں کا دھونا افضل ہے۔ مگر رافضی خارجی کے سامنے ان کے غیظ دلانے کو مسح موزہ بہتر ہے (فتاویٰ افریقہ ص ۱۶۰ تا ۱۶۲) اعلیٰحضرت کا عجیب وغریب جہاد ملاحظہ فرمایئے۔ عرض: کافر ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں۔ مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟ ارشاد (اعلیٰحضرت) اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے۔ نہ یہ سمجھ کہ ان خبثا کے تیوہار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے (ملفوظات ص ۱۰۳ ح اوّل

اب سب جوابوں سے بحمد اللہ تعالےٰ بخیر وخوبی فارغ ہوکر بندہ آخر میں صرف ایک ارشاد اعلیٰ حضرت کا جواب طلب پیش کرنے کی جرات کرتا ہے:

فھو ھٰذا: آج کل کے روافض شیعہ تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں انکے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں۔ ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی، جملہ مرتدین ہیں۔ کہ انکے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا مسلم یا کافر اصلی یا کافر یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا ملفوظات ص ۱۰۸ حصہ دوم) نشان زدہ لفظ حیوان جائے غور ہے کہ کیا اعلیٰ حضرت کے ہاں بریلوی کا نکاح حیوان سے جائز ہے، دوسرے ہندوپاک میں دیوبندیوں، وہابیوں بریلویوں کے رشتے ناطے آپس میں ہوتے

ہیں یانہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو اعلیٰ حضرت کے فتوے کے مطابق میاں بیوی اور اولاد کا حال دریافت طلب ہے۔ عرض: اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں۔ ارشاد (اعلیٰ حضرت بریلوی) نکاح تو ہو ہی جائے گا۔ اس واسطے نکاح باہمی ایجاب وقبول کا ہے۔ اگر چہ باہمن (ہندو پنڈت) پڑھادے۔ چونکہ وہابی سے پڑھانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہٰذا احتراز لازم ہے (ملفوظات اعلیٰحضرت۔ ص ۱۶، ح ۳) کیا باہمن ہندو کے پڑھانے میں اس کی تعظیم لازم نہیں آتی۔ وہ کیا مسلمان ہے؟ شروع کتابچہ میں خطیب بے نصیب نے لکھا ہے کہ اس پمفلٹ میں جتنے بھی حوالے دیے گئے ہیں میں ان کا ذمہ دار ہوں۔ اگر غلط ثابت ہوں تو ہائی کورٹ میں رٹ دائر کریں۔ فیصلہ وہاں ہوگا۔ عرض ہے کہ یہ نہ ہمارے بزرگوں کی عادت ہے کہ دنیا کی عدالتوں میں بھاگے پھریں اور نہ ہی ہم ایسا کریں گے۔ آپ دنیا میں بالکل بے فکر رہیں۔ ہاں قرآن مجید کے مطابق" لا حجة بيننا و بينكم الله يجمع بيننا و اليه المصير (سورۃ شوریٰ۔ ع ۲) ترجمہ: ہماری طرف سے حجت تمام کی جا چکی۔ اب اس کے بعد ہمارے تمہارے درمیان کسی حجت اور بحث کی گنجائش نہیں رہی۔ اب ہمارا تمہارا فیصلہ قیامت کے دن احکم الحاکمین کے دربار ہی میں ہوگا۔ ایک دفعہ مکان شریف میں میر لطف اللہ صاحب نے اپنے بزرگوں میں سے کسی کا ختم دلوایا۔ تو آپ کو ختم میں طلب کیا۔ آپ (حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری) نے فرمایا۔ ختم سے کیا فائدہ؟ بزرگوں کی روح تو آپ پر ناراض ہے۔ خود غرضیاں چھوڑ دو، مقدمے بازی نہ کرو، آپس میں صلح صفائی سے رہو۔ یہ ختم سے بہت بہتر ہے۔ جب کوئی شخص الٰہی قانون چھوڑ کر انگریزوں (یا انگریزی قانون) کی عدالت میں جاتا ہے تو اس کا ایمان نہیں رہتا (خزینہ معرفت۔ ص ۱۴۱) آپ (حضرت میاں شرقپوریؒ) نے فرمایا۔ عدالتوں (یعنی غیر شرعی میں جانا حرام ہے۔ یہ کل پیر اور سجادہ نشین لوگ بھی عدالتوں میں جا کر ایمان فروشی کرتے ہیں۔ قرآن شریف کے فیصلہ پر کوئی عمل نہیں کرتا (خزینہ معرفت۔ ص ۳۲۲) اب آخر میں حضرت خواجہ ذوالنون مصریؒ کا ایک ارشاد سن لیجئے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے روگردانی فرماتا ہے یعنی اس سے ناراض ہو کر توجہ ہٹا لیتا ہے تو اولیاء اللہ کی گستاخی میں اس کی زبان دراز ہو جاتی ہے۔ (نفحات الانس۔ ص ۲۸۵) آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن جیسا کہ بندہ نے ان بزرگوں کے ارشادات کو صحیح ثابت کر دیا ہے اب آپ روز محشر کی فکر کریں۔ دنیا میں اگر تائب ہو جائیں تو بہت ہی بہتر ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

ضروری نوٹ: بندہ نے اس کتابچہ میں جتنی بھی کتابوں کے حوالے دیے ہیں وہ سب تبلیغی واصلاحی دار الکتب میں موجود ہیں۔ اور ان کے صحیح حوالہ جات کا بندہ ذمہ دار ہے۔ اگر کوئی صاحب ہمارے اس کتابچہ کا جواب لکھنا چاہیں تو برائے مہربانی خلط مبحث نہ کریں بلکہ ہمارے کتابچہ کا بغور مطالعہ فرما کر ہماری طرح بالترتیب و بالتفصیل جواب لکھیں۔ اگر جواب کا طریق کار اس کے خلاف ہوگا تو مجیب کی شکست تسلیم کی جائے گی اور جواب ہمارے ذمہ واجب نہ ہوگا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے   یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں (انشاء اللہ تعالیٰ)

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے   کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

فرغت من التحریر قبل طلوع الفجر فی لیلۃ السبت ۲۶-۰۱-۱۴۱۱ھ

دوسری دفعہ کتابچہ کا ایڈیشن الحمد للہ ۱۱-۱۰-۱۴۱۶ تک جواب موصول نہیں ہوا اب تیسرا ایڈیشن ۱۸-۱۰-۲۱ھ کے بعد شائع ہونے تک کوئی جواب موصول نہیں ہو سکا اور نہ ہی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی امید ہے۔ گویا تقریباً گیارہ سال ہو چکے ہیں۔

فرقہ بریلویہ کا خیر خواہ

حقیر پر تقصیر ابو القاسم **بشیر احمد** عفی عنہ

(سابق) خطیب جامع مسجد قوۃ الاسلام فیصل ٹاؤن میاں چنوں

حال خطیب جامع مسجد اجمل المساجد چک نمبر ۱۲۵ جھنڈے والی

تبلیغی اصلاحی دار الکتب میاں چنوں کا

دستور اساسی۔ (۱) یہ ادارہ حضرت الشیخ مولانا محمد ابراہیم صاحب قدس سرہ کی نگاہ فیض کا سرچشمہ ہے۔ آپ کی دعاؤں کا ثمر اور ان کا صدقہ جاریہ ہے۔ (۲) اس ادارہ کی غرض و غایت خالص تبلیغی و اصلاحی ہوگی (۳) کتب کی تبلیغ پر معاوضہ حرام ہوگا (۴) اس ادارہ کے تمام اراکین کے لیے تنخواہ حرام ہوگی۔ (۵) اس کی آمدن صرف صدقاتِ نافلہ سے وصول کی جائے گی۔ (۶) کسی ایک فرد سے اس کے تمام مصارف قبول نہیں کیے جائیں گے (۷) آمد و خرچ کا حساب باقاعدہ شرعی قواعد کے مطابق رکھا جائے گا۔ (۸) اس کے اراکین حنفی اہلسنت والجماعت (دیوبندی) ہوں گے۔ (۹) اس کے امیر شیخ غلام رسول صاحب ہوں گے (۱۰) ناظم (خزانچی صارف وغیرہ) بشیر احمد عفی عنہ ہوں گے۔

دستور قواعد و ضوابط۔ (۱) کتب لیتے وقت یاد رکھیں کہ یہ کتب بطور امانت ہیں۔ (۲) کتب آگے پڑھنے کے لیے دینا نہایت جرم ہے۔ (۳) قیمت کتب احتیاطاً جمع کروائی جا سکتی ہے۔ (۴) کتب خراب ہونے کی صورت میں قیمت یا جرمانہ وصول کیا جائے گا۔ (۵) کتاب پر کچھ لکھنا یا حاشیہ چڑھانے کی صورت میں قیمت یا جرمانہ وصول کیا جائے گا۔ (۶) کتاب دس دن کے بعد ضرور واپس کرنا ہوگی ضرور نہ تا دوبارہ درج کردی جائے گی۔ (۷) بڑی کتاب ایک عدد، چھوٹی کتاب تین عدد تک لے سکتے ہیں (۸) آپ کے مخلصانہ مشورہ پر غور کیا جائے گا (۹) ہر شخص حساب کتاب دیکھنے کا مجاز ہوگا۔ اب کتابچہ کا دوسرا حصہ عنقریب شائع ہوگا (انشاء اللہ)

تبلیغی اصلاحی دار الکتب میاں چنوں

کی

شرائط۔ اس کا رکن اچھے درجے کا متقی و پرہیز گار شخص ہو کم از کم ضروریات دین سے واقف و امکانا عامل ہو دنیادار نہ ہو☆ اہلسنت والجماعت (حنفی دیو بندی) اعتقادات کا قائل اوران کے اسلاف کا معتقد و فرمانبردار ہو☆ اس ادارہ کا بدل و جان خیر خواہ اور زبان حال سے دعا کرنے والا ہو☆ مشورہ دینے میں نہایت مخلص ہو یوں سمجھے گویا حشر کے میدان میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں فوراً ہی حساب کتاب کے بعد اجر و زجر کا مستحق ہوں گا☆ دوسرے اراکین کے مشوروں پر بھی اسی حساب سے سوچ بچار کرے☆ اپنی بات کی پچ او[illegible]ں کی بات کی تذلیل نہ کرے☆ سب کی راؤں کو سن کر امیر اپنا فیصلہ مشرح و مفصل دے گا ورنہ نصف سے زیادہ نہایت مخلص اراکین کا فیصلہ معتبر ہو گا☆ تمام قواعد وضوابط و اساسی اصول و شوریٰ کی شرائط مستقل ہیں ان میں ردوبدل درست نہیں ہو گا بڑھائے جاسکتے ہیں ہاں ان کی مناسب تفصیل و توضیح اراکین شوریٰ اکثریت کے ساتھ کرنے کی مجاز ہوں[illegible]☆ اس ادارہ کو کسی مسجد یا مدرسہ کے تابع نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اس ادارہ کی طرف سے اگر مسجد یا مدرسہ بن جائے تو شرعی اصول کے مطابق ان دونوں کو چلایا جاسکتا ہے۔

متقی۔ کسی صاحب دل بزرگ کا بیعت اور کچھ عرصہ انکی صحبت میں لگا چکا ہو۔

ضروریات دین۔ اس کی تعریف اِکفار الملحدین میں دیکھ لی جاوے۔

مخلص۔ جس کی طبیعت پر نفس و شیطان کا غلبہ نہ ہو، اس کا دل بوقت ضرورت دین کی طرف متوجہ ہو دنیاوی خواہشات سے بوقت مشورہ خالی ہو۔

پچ۔ اڑ جانا، ضد پکڑنا، ناراض ہو جانا، دوسروں کی نہ سننا، نہ ماننا۔

مشرح و مفصل۔ سب کی راؤں کی جانچ پڑتال اپنی عقل اور بہترین متقین سے مشورہ کر کے بدلائل بیان کرنا۔

تابع۔ یہ ادارہ مستقل اپنی حیثیت کے مطابق چلایا جائے گا۔ تنگی حالات میں اس کی ترقی روک دی جائے گی۔ مگر مستقل بند نہیں کیا جائے گا۔